

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نقوشِ حیات

چھوڑے ہیں اِس خیال سے مَیں نے نقوشِ پا
شاید کبھی اِدھر سے تمہارا گذر پڑے

رام سرن اَثر
آصل اوتار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جُملہ حقُوق بحق مُصنّف محفُوظ ہیں

سالِ اشاعت ۱۹۸۵ء

تعداد .. .. ایک ہزار

کتابت .. .. گوپال چند شرما
چوک بجلی۔ امرتسر

مطبع .. لکشمی آرٹ ورکس دھلی نمبر ۶ ۔

ناشر:۔ رام سرن آتر آصل اوتاڑ (حال حکم سنگھ روڈ۔ گلی نمبر ۴۔ مکان نمبر ۳۶-اے)
امرت سر

قیمت:۔ بیس روپے

اِس کتاب میں مَیں نے اپنے کچھ دانشور دوستوں کی چند خوبصورت تحریریں بھی شامل کر لی ہیں تاکہ "نقوشِ حیات" کی جاذبیّت میں اضافہ ہو۔

مُصنّف

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مجروح انسانیت

کے

نام!

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نقشِ اوّل

"نقوشِ حیات"، فاضل اجل محترم و مکرم صاحبِ قلم و قرطاس پنڈت رام سرن اثر آصل اوتارؔ کی پانچویں تالیف ہے۔ پیشتر ازیں صاحبِ موصوف کی تالیفات "محاذِ جنگ سے"۔ "جو لوٹ کے گھر نہ آئے"۔ "پسِ دیوارِ پاکستان"۔ اور "جمہوریت کا قتل"، بطریقِ احسن شائع ہو کر خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ اِن میں اوّل الذکر کتاب "محاذِ جنگ سے"۔ ۱۹۶۵ء کی بھارت، پاکستان جنگ کے چشم دید حالات و واقعات کو محیطہ ہے۔ جو وقائع نگاری کا ایک نادر و اعلےٰ نمونہ پیش کرتی ہے۔ آزادیٔ وطن کے بعد اپنی نوع کی یہ واحد کتاب ہے جو قبولِ عام و خاص ہوئی

"جو لوٹ کے گھر نہ آئے"، ایک ایسے تخلیقی عمل کا عکسِ لطیف ہے جس میں اُن شہیدانِ وطن کے تئیں گہری عقیدت کا اظہار کیا گیا ہے جو ہند پاکستان جنگ میں مردانہ وار شہید ہوئے۔ اِس کتاب کی تقریبِ رونمائی کی رسم اُس وقت کے وزیرِ اعلےٰ پنجاب گیانی ذیل سنگھ نے کی تھی۔

جبکہ موضع آصل اوتاڑ میں "مینارِ شہیداں" کی نقاب کشائی کی گئی۔ اور یہیں فیصلہ کُن جنگ کا اختتام ہوا تھا۔

تیسری کتاب "پسِ دیوارِ پاکستان"، میں پاکستان کے سیاسی مسائل کا تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے۔

مؤخر الذکر کتاب "جمہوریت کا قتل"، بھارت میں ہنگامی حالات کے نفاذ کا احاطہ کرتی ہے اِس کتاب پر مؤلف کو بہار اُردو اکاڈمی کی جانب سے ایوارڈ حاصل ہوا تھا۔

"نقوشِ حیات"، جناب اثرؔ کی پانچویں تخلیق ہے اِس میں اُن کی زندگی کے تجربات اور حاصلِ مطالعہ کا پرتو موجود ہے جو قارئین کے لئے مشعلِ راہ بھی ہے اور درسِ زندگی بھی!

آزادیٔ وطن کے بعد سب سے پہلے اِس صنف کے متعلق پدم شری برہم دت قاصرؔ نے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ایک کتاب بعنوان "جواہر پارے" تالیف کی تھی۔ اُس کتاب کے دیباچہ میں اُنہوں نے اعتراف کیا تھا کہ

"یہ کتاب دعوےٰ، نہیں بلکہ "دعوت" ہے اُن اہلِ علم و نظر کے لیئے، جنہیں دُنیا کے ادب و زباں پر عبوُر حاصل ہے اور جو مجھ سے زیادہ اِس کام کے اہل ہیں۔ اِس کتاب کی اشاعت کا یہی منشا ہے اور یہی مدّعا!"

چنانچہ اِنہی کی دعوت یا ترغیب پر پنڈت رام سرن آثر نے اپنے علمی و ادبی ذوق کو جو الفاظ کی صُورت دی ہے۔ اِس سے اِن کی کاوش و جستجو اور کتاب کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔ بلاشُبہ یہ جواہر ریزے ہیں جو اربابِ علم و فن کو تفکّر و تدبّر کی دعوت دیتے ہیں کہ صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیئے! مستزاد یہ کہ اِن کی تحریریں ادبِ لطیف کی عمدہ مثال ہیں۔ زُبان کی سلاست و روانی اور سادگی اِن کی طبعِ نازک کی طرح جوہرِ خاص کا درجہ رکھتی ہے۔

"ادبِ لطیف" دراصل ایک مستقل فن ہے اور ادبِ عالیہ کی ایک عمدہ صنف بھی! لیکن آزادیٔ وطن کے بعد اِس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ اِس لحاظ سے جناب آثر مبارکباد کے مستحق ہیں، جنہوں نے اِس جانب پیش رفت کر کے اربابِ قلم کو دعوتِ فکر دی ہے۔

"نقوشِ حیات" کی سب سے بڑی اِفادیت اِس کا وُہ مینارِ منوّر ہے جو اِنفرادی و اجتماعی زندگی کے تاریک و گرد آلوُد پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے اور صحیح و بہتر زندگی بسر کرنے کے آداب سے شناسا کرتا ہے۔

جناب آثر کے آسان و عام فہم جُملوں میں وُہی رمزیت و اشاریت موجُود ہے۔ جو ایک شاعر کے کلام میں ہوتی ہے۔ اخلاقی لحاظ سے یہ کتاب ہر لحاظ سے ایک بلند پایہ قابلِ قدر تخلیق ہے جو سکوُلوں اور کالجوں میں اخلاقیات کے نصاب میں بِلا تامل شامل کی جا سکتی ہے۔

جناب آثر ایک وسیع المشرب اِنسان ہیں، شاعر نہیں لیکن حساسِ طبع ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اِن کی تحریروں میں شاعرانہ لطافت موجُود ہے۔ "نقوشِ حیات" کے طفیل

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اُنہوں نے پیغامِ فطرت کے اسرار و رموز کی تلاش اور مظاہرِ انسانیت میں حسن و خوبی کو دریافت کیا ہے ؛

مؤلف نے اِس کتاب میں اپنے تصوّرات اور محسوسات کو بالائے طاق رکھ کر اپنی زندگی کے عملی تجربات، معلومات، چشمدید حالات اور سبق آموز واقعات کو نمایاں طور پر لکھنے کی بجائے اُن کا ماحصل درج کیا ہے۔ اِس لئے اِن فلسفیانہ مضامین کو اقوالِ زرّیں کہیں یا جواہر پارے یا ادبِ لطیف ! اِن کو سمجھنے کے لئے قارئین کو گہرائی میں جانے کی اشد ضرورت ہوگی۔ دراصل میری نظر میں یہ زندگی کے ایسے سربستہ راز ہیں جنہیں سمجھ لینے والا ہر انسان صحیح معنوں میں "انسانیت" کی روح پرور فضا میں گھومنے لگتا ہے اور زندگی میں پیش آنے والا ہر مشکل مسئلہ قانونِ قدرت سمجھ کر برداشت کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اِس کا ہر ورق کسی نہ کسی دقیق مسائل پر مبنی دلچسپ واقعہ یا کہانی سے وابستہ ہے ؛

ادم پرکاش سونی

رُکن ادارہ روزانہ "پرتاپ"، جالندھر

ماہِ جون
۱۹۸۵ء

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

"رمیش"

روزمرہ کے جور و جبر سے تنگ آئی مخلوق نے اُس کی جانب دیکھا

"ہمیں راستہ دکھاؤ۔"

اور اُس نے راستہ دکھایا۔

اُس نے خلوص بھری مُسکراہٹ سے محکوم و مظلوم مخلوق کو تشفی دی، دلاسا دیا۔

مَیں تمہارے ساتھ ہُوں۔ تُم گھبراؤ نہیں۔

میرا قلم تمہارے دُکھوں کا تدارک کریگا۔ میرے خُون کا ایک ایک قطرہ تُمہاری امانت ہے

جو تمہیں تنہا نہیں رہنے دیگا۔ میرے پیچھے آؤ ... ... میرے پیچھے آؤ۔

لیکن

ایک روز جنگل میں برق و باراں کا طُوفان اُمنڈ پڑا۔

اَور درختوں نے ہیبت ناک طریقے سے آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیں۔

اِس قدر گھُپ اندھیرا چھایا کہ معلُوم ہوتا تھا کہ اِس جنگل کی پیدائش سے لے کر اِس وقت تک کی تمام راتوں کی تیرگی مجتمع ہو گئی ہے۔ طُوفان کی گرج چمک کے درمیان چھوٹے چھوٹے لوگ بڑے بڑے درختوں کے نیچے چلتے رہے۔ بجلی کی تیز کوندیں درخت زندہ چیزیں معلُوم ہو رہے تھے۔ اپنے لمبے لمبے گانٹھیں پڑے ہُوئے بازو پھیلا کر اُنہیں ایک جال کی شکل میں بُن رہے تھے۔ تاکہ اِس میں تاریکی سے گریزاں اِن لوگوں کو گرفتار کر سکیں۔

راہ کٹھن تھی۔

بہُت کٹھن تھی۔

مخلُوق گھبرا گئی۔ ڈر گئی اور فرار ہونے کی سوچنے لگی۔

تب اُس کے سینے میں غُصے کا طُوفان اُمنڈ آیا۔ لیکن پھر اِنسانوں کے لئے ترحم کا جذبہ اُس پر غالب آ گیا۔ وُہ اپنے وطن والوں سے محبت کرتا تھا۔ وُہ اُنہیں منجدھار میں کیسے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پھوڑ سکتا تھا؟

اُس نے کہا کہ ڈرومت!

میرے ساتھ آؤ، میرے قریب آؤ۔

مخلوق سراسیمہ ہوگئی۔ سہم گئی .. ..

اُس نے .. .. .. اُس نے سوچا۔

"مَیں اِن لوگوں کو بچانے کے لئے اور کیا کرسکتا ہُوں"۔ وُہ طُوفان کے شور سے زیادہ اُونچی آواز نکال کر چیخا .. .. اور یکایک اُس نے اپنا سینہ چاک کر ڈالا۔ اپنا دِل نوچ کر باہر نکال لیا اور اُسے ہاتھ میں لے کر سر کے اُوپر لے گیا۔

اِس کا دِل سُورج کی طرح چمک رہا تھا بلکہ سُورج سے بھی زیادہ تابناک تھا۔ گرجتا گُونجتا جنگل خاموش ہوگیا اور اِنسانیت کے لِئے ایک عظیم محبّت کی اِس مشعل نے اِسے منوّر کر دیا اور تاریکی اِس مشعل کی تاب نہ لاکر لرزتی ہُوئی جنگل کی گہرائی میں دَلدل کے کُھلے مُنہ کے اندر دھنس گئی۔

مخلُوق مارے حیرت کے مبہُوت سی رہ گئی۔

یہ کیا ہُوا؟

شور بپا ہوگیا۔ آہ وزاری ہونے لگی۔

تُم کہاں چلے گئے ہو؟ آواز تو دو۔

چمکتے آسمان سے فضاؤں میں سنجیدہ سی آواز اُبھری۔

"مَیں تمہارے ساتھ ہُوں۔ گھبراؤ نہیں"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عصمت

یہ بھی کیا زِندگی ہے ، بے بسی ۔ لاچاری اور شکستہ آرزو ۔

نہ اظہارِ خیال کی آزادی ، نہ فریاد کا اثر اور نہ ہی خواہشوں کی تکمیل ۔

بس بوجھ ہی بوجھ ہے ، جیسے اُٹھائے پھر رہی ہوں ۔ گمنامی اور رُسوائی پلّے باندھے ہُوئے ہوں ۔ اپنا جنازہ آپ ہی اُٹھائے مزار ڈھونڈ رہی ہُوں ۔

"اگر زِندہ رہنے کے لئے نہیں تو کم از کم مجھے دفنانے میں تو مدد کیجئے"۔

جھُوٹ ہے ۔

بکواس ہے ۔

یہ کہتے ہُوئے سب لوگ آگے نکل گئے ۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

خُدا

ستاروں سے سجا آسمان ، دِن جو رات کا تعاقب کرتا ہے۔

بارش، جو مُردہ زمین کو زندگی بخشتی ہے۔

جہاز، جو سمُندر کو چیرتا چلا جاتا ہے۔

پرندہ ، جو پرواز کرتا ہے۔

قُلانچیں بھرتا ہُوا گھوڑا؛

گُلاب کا ساکت پھُول اور جامد پتھر؛

ہوائیں ، بادل، آگ ، پانی؛

عورت کی ایک جھلک ، بچّے کا تبسّم؛

جھک جھک جانے والا پام کا درخت ، پکی ہُوئی کھجور؛

اے صاحبِ یقین ! یہ سب خُدا کے کرِشمے ہیں۔

درخت اُس کی طاقت کے گیت گاتے ہیں۔

پھُول اپنی خُوشبو اُس کی طرف پھینکتے ہیں۔

وُہ گلابی صُبحوں سفید اور نیلی شام کا مالک ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

رِشتہ

واقعات اور حادثات اِنسان کی زِندگی میں کبھی کبھی اِنقلاب بپا کر دیتے ہیں۔

میری ماں جس کی پرستش میں خُدا سے بھی زیادہ کرتا ہُوں جب بیمار ہُوئی تو میرے پاس دوائی کے لِئے پیسے نہیں تھے۔ اُن کو ہائی بلڈ پریشر اور دِل کا عارضہ تھا۔ ایک روز دِل کی دھڑکن تیز ہوگئی تو ڈاکٹر نے دوا لکھ دی۔ مَیں نے بہُت کوشش کی کہ کہیں سے پیسے مِل جائیں لیکن نہ مِلے۔ ماں کی طبعیّت زیادہ بگڑنے لگی۔ ماں نے اُداس آنکھوں سے دیکھا، میرا دِل لرز گیا۔ شاید ماں نے میری مجبُوری دیکھ لی تھی۔ دِل کانپ کانپ گیا۔ ماں کی حالت اَور بھی خراب ہونے لگی۔ میرے پاس اے۔پی۔سی کی ایک گولی تھی۔ محض ماں کی تسلّی کے لِئے ماں کو کِھلا دی۔

ماں کی مامتا نے آنکھیں کھول دیں۔ چہرے پر مُسکراہٹ آگئی۔ "مَیں اَب ٹھیک ہُوں بیٹے"، اِس روز مَیں گھر کے کونے میں بیٹھ کر خُوب رویا۔ اے۔پی۔سی اِس مرض کا علاج نہیں۔ لیکن ماں کی شفقت اَور بیٹے کی پیار بھری ندامت نے خُدا کا سَر جُھکا دِیا۔ کاش کوئی غریب نہ ہو۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

صحافت

ایک وقت تھا جب صحافت ایک معزز، قابلِ فخر اور علومِ ظاہری و باطنی کا خزینہ تصوّر ہوتی تھی۔ تبصرے بے لاگ اور حقیقت پر مبنی ہوتے تھے، لالچ اور طمع کا عنصر سِرے سے غائب ہوتا تھا تعصّب سے بالا اور جچی تُلی صحت مندانہ تنقید اِس کا طُرّۂ اِمتیاز تھی لیکن اب موجودہ صحافت تو برائے نام ہے کیونکہ اِس میں تعمیری اور نظریاتی تقاضے پُورے نہیں ہو رہے مُلک و قوم کی صحیح راہنمائی نہیں ہو رہی خبروں میں رنگ آمیزی زیادہ اور دیدہ دانِستہ دُوسروں کی پگڑی اُچھالی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ قلم حقدار کو حق دلانے، مظلوم، بے نوا، غریب اور بے آسرا کی امداد کرنے اور اُنہیں اِنصاف دلانے اور مُلک و قوم کی تعمیری ٹھوس خدمت کرنے پر اُٹھانی چاہیئے۔ اِس کی بجائے ذاتی مفادات میں قلم اُلجھ کر رہ جاتی ہے تاریخ اور حقیقت پر مبنی واقعات کو دیدہ دانستہ مسخ کِیا جا رہا ہے۔ اپنی طرف سے نئی تاریخ، نئے واقعات کو ملمّع سازی کر کے سادہ لوح عوام کو پیش کِیئے جا رہے ہیں نئی نسل سوچنے پر مجبُور ہو گئی ہے کہ کِس کو سچ سمجھے تعصّب، نفرت اور بے اصُولی کا پہلُو زیادہ روشن اور اُجاگر ہوتا ہے۔

برِصغیر کی تقسیم سے پہلے صحافیوں کا قلم قوم کی امانت ہوتا تھا۔ سر سکندر حیات نے سورگیہ مہاشہ کرشن مدیر "پرتاپ" کو دعوتِ طعام دی۔ مہاشہ جی نے نہایت فراخدلی سے شُکریہ ادا کرتے ہُوئے اُن کی دعوت یہ کہہ کر رَدّ کر دی کہ اکٹھے بیٹھنے اور مِل کر کھانے کے بعد میری قلم زنگ آلُودہ ہو جائے گی۔ مُجھے آپ کے خلاف نکتہ چینی کرنے سے پہلے سوچنا پڑے گا اور میری ضمیر ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ غیرت و حمیّت کی اِس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو گی ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بُردباری

اپنا توازن ایک دفعہ ہاتھ سے نکل جائے تو پھر مُشکل سے گرفت میں آتا ہے۔ خوف و خطر کا مرحلہ یہی ہوتا ہے۔ جب موجیں دھاڑتی ہُوئی ٹھاٹھیں مارتی آتی ہیں اور تیرہ و تار سیلاب کا خاتمہ کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ جب ہاتھ پاؤں سرد اور شل ہو جاتے ہیں اور مزید جدّ و جہد کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ لیکن ہمّت تو جاری رکھنی ہی پڑتی ہے۔ صرف اپنی جان کے بچاؤ کے لئے نہیں، بلکہ اُن سب چیزوں کی خاطر بھی جنہیں آدمی عزیز اور مقدّس اور بیش قیمت جانتا ہے۔ اِس لئے تم اپنے آنسو بچا کر نہ رکھو صرف اپنا سر نیچا نہ ہونے دو۔ اِس لئے طُوفان گذر جائے گا۔ بادل کھُل جائیں گے اور سُورج کی روشنی ہر سُو پھیلے گی۔ کل نہیں تو پرسوں یا شاید بہت دِن کے بعد جب بھی ہو، یہ ہونا یقینی ہے۔ ایسا مجھے یقینِ محکم ہے ؏

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

غدّار

ہم نے آزادی لینے کے بعد بھی احساس نہیں کیا کہ ہم کہاں ہیں اور وطن کے لئے ہمارے فرائض کیا ہیں ؟

حقیقت تو یہ ہے کہ ہم اخلاقاً پہلے سے پسپا ہوتے چلے گئے ہیں، مُلک و قوم کے تئیں اپنے جذبات کو خود ہی ٹھنڈا کر لیا، محبّت و خلوص کی جگہ ہمارے دِلوں میں نفاق نے پرورش پائی ہے اور ہم تعصّب زدہ ہو کر رہ گئے ہیں اور ہمارے اِس طرزِ عمل نے ہماری نئی نسل میں مایوسی اور بے چینی پیدا کر دی ہے۔ ہم نے مُلک کے دُشمنوں اور اُس کی بُنیاد پر تیشہ چلانے والوں کو اپنی صفوں کے اندر نہ صِرف برداشت کیا بلکہ پالا پوسا اور پروان چڑھایا۔ ہم نے اُن کو انتظامیہ، فوج، پولیس، سیاست اور صحافت میں خود جگہ بنا کر دی۔ اِن لوگوں نے ہماری کاہلی کے کارن ہر شعبے میں اپنے مضبُوط مورچے بنا لیئے اور ہم سب یہ کھُلی آنکھ دیکھتے رہے اور برداشت کرتے رہے اور برداشت کرتے رہے۔ اِن مورچوں میں جم کر وُہ نہ صِرف مُلک کو نظریاتی بُنیادوں پر استوار کرنے کی راہ میں حائل ہوتے رہے بلکہ اُنھوں نے مُلک کو دو ٹکڑے کرنے کی سازش میں بڑھ چڑھ کر اور بھی جوش و خروش سے حصّہ لیا ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بغاوت

مَیں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ صدیوں سے نوعِ اِنسانی طرح طرح کے مظالم مصیبتوں اور صعُوبتوں کا شکار ہے۔ خاص طور سے وُہ لوگ، جو محنت کرتے ہیں اور زندگی کی تمام مادی، ذہنی اور رُوحانی اقدار کے خالق ہیں اور جن کے کندھوں پر تمدّن اور تہذیب کی ساری عمارت کا بوجھ ہے۔ آج بھی اُن کا پُرسان کوئی نہیں۔ مجھے کبھی کبھی ڈر لگتا ہے کہ یہ مضبُوط مچھلیوں والے بازُو، اگر یکجان ہوکر، اپنے پھاوڑے اور کُدالیں لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے تو اِن ظالم اور جابر لوگوں کا کیا ہوگا۔ جو محنت کا معُاوضہ دینے میں بھی لیت ولعل کرتے ہیں ؛

شخصیّت

اِنسانی شخصیت کا اَندازہ عام طور پر اس کی تحریر اور گُفتگو سے لگاتے ہیں۔ اِس طرح خُوبصورت تحریر اِنسان کی عملی زندگی میں اہم مقام رکھتی ہے۔ تحریر خُوبصورت اور دلکش ہو تو پڑھنے والے کو اور دیکھنے والے کو ضرُور متاثر کرتی ہے۔ ہر اِنسان کا اپنا طرز عمل و فکر ہوتا ہے۔ یہ لازمی نہیں کہ ہر اِنسان کے خیالات و احساسات یکساں نوعیّت کے ہوں۔ اِسی طرح اِنسانی شخصیت میں پائی جانے والی خصُوصیات بھی ایک دُوسرے سے منفرد نوعیّت کی حامل ہوتی ہیں۔ اِس اِنفرادیت کے بل بوتے پر ہی وُہ خُود کو نمایاں محسُوس کرتی ہے۔ کسی بھی شخص کی تحریر شگفتہ ہو۔ اور گُفتگو میں وقار ہو تو وُہ سماجی زندگی میں اپنی اِسی اِنفرادیت کو بطور موثّر ہتھیار اِستعمال کرسکتا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دَوڑ

موجودہ معاشرے کی اساس باہمی تعاون کی بجائے مُقابلے اور مسابقت پر ہے
چُنانچہ ہر طبقے اور ہر پیشے کا اِنسان مُقابلے کے مرض میں مُبتلا ہے اور دُوسرے
شخص کو اپنا حریف خیال کرتا ہے۔ ہماری ذہنی حالت اِس بھُوکے کی سی ہے۔ جس
کو کئی دِن کے بعد روٹی مِلے تو وُہ سرِ راہ چلنے سے ڈرے کہ مبادہ وُہ میری روٹی
چھین لے گا۔ زِندگی کا وَاحد مقصد روزی، روزگار کرنا رہ گیا ہے۔ اِس دوڑ میں دُوسروں
کو کہنی مار کر یا دھکا دے کر آگے بڑھنے والے کو کامیاب اِنسان سمجھا جاتا ہے اور دُوسروں
کے حقُوق و مفاد کو روند کر ترقی کی چوٹیوں پر پہنچنے والوں کی عزّت ہوتی ہے۔ اَیسے
خُود غرض ماحَول میں اِنسان اگر تنہائی محسُوس نہ کرے اور دُوسرے لوگ اِس کو
اپنے حریف نظر آئیں تو ہمیں حیرت ہوگی ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عقیدہ

اچھے ادیب کا یہ بُنیادی عقیدہ ہے کہ وُہ زندگی کی کشمکش سے نہ خود علیحدہ رہ سکتا ہے اور نہ ہی اپنی تخلیقات کو علیحدہ رکھ سکتا ہے۔ بعض ادیب ناقد یہ کہتے ہیں کہ ادب یا آرٹ کو آزاد اور غیر جانبدار ہونا چاہیئے اور اِس کو مختلف طبقوں کی باہمی کشمکش سے کوئی تعلّق نہیں رکھنا چاہیئے۔ آرٹسٹ کی دُنیا میں اِن جھگڑوں کا وجُود نہیں ہے یا اگر ہے بھی تو اِس کو کسی فریق کی طرفداری سے کوئی سروکار نہیں غیر جانبداری کا یہ نظریہ اِن لوگوں نے ایجاد کیا ہے۔ جو اپنے زمانے کے سماجی نظام کو قائم رکھنا چاہتے ہیں اور اس طرح کے خُوشنما اور دلفریب الفاظ سے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سماج کا ہر فرد شعوری یا نیم شعوری طور پر سماجی نظام کے موافق یا مخالف ہوتا ہے۔ اِس میں بیچ کی کوئی حقیقت بالکل ناممکن ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

صلاحیّت

ہُنرمند ہاتھ کبھی مایوس نہیں ہوتے۔ زندگی کا قرض اُنہیں بوجھ نہیں لگتا۔ کیونکہ وُہ یہ زِندگی اپنی قوّتِ بازو کے سہارے جیتے ہیں اور محنت کبھی کسی کی رائیگاں نہیں گئی جو کوئی یہ بات گرہ میں باندھ لیتا ہے۔ بہُت نہیں تو کچھ لوگوں میں سر اُٹھا کر ضرور چلتا ہے اور اُس کی زندگی قابلِ تقلید ہوتی ہے اُن کے لئے ... جو بیکار رہوتے ہیں۔ اپنی کاہلی، سُستی یا مناسب رہنمائی نہ ملنے کی وجہ سے، لیکن الزام دیتے ہیں تقدیر کو یا پھر زندگی کو .. .. لیکن جو لوگ اپنی صلاحیتوں سے کام لینا جانتے ہیں۔ جنہیں اعتبار ہوتا ہے اِنسان کے اِس وصف پر کہ وُہ اشرف المخلوقات ہے اور زمین پر بسنے والی ہر شَے کو زیر کرنے پر قادر ہے، تقدیر اُن کی باندی اور زِندگی مرہُونِ منّت ہوتی ہے۔ خُدا نے ہمیں دو بازُو دئیے ہیں پھاوڑہ اُٹھانے کے لِئے دو پاؤں دئیے ہیں منزلیں مارنے کے لئے تو پھر ہمّت چاہیئے وُہ آپ کریں ؛

تقدّس

آج کی اُبھرتی ہُوئی نسل کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کر دی جائے۔ کہ تمہاری اصلی زندگی، حقیقی حیات، بعد از ممات ہے۔ اِس دُنیا کی زِندگی تمہاری ذاتی نہیں بلکہ صِرف اقدار اور بلند اصُولوں کی زندگی ہے۔ اِقتدار کو زِندہ رکھو جو تمہاری حقیقی زِندگی، ابدی زندگی کی ضمانت دیں گی۔ تُم اِنسانی اقدار اور اِنسانی حقُوق کا تحفّظ کرو۔ اپنی اِس ذمّہ واری کو پُورا کرو، تو جواب میں تمہاری خُود بخوُد حفاظت ہوگی اِس دُنیا کی زِندگی میں بھی یہی اِقدار تمہارے خوابوں کو سچا کر دکھائیں گی۔ تمہاری آرزُوں کو پُورا کریں گی۔ بس یہ مان لو کہ وطنِ عزیز کی تقدیس ہی تمہارا بلند کردار ہوگا۔ اگر مُلک کی سالمیّت کا احساس ہے تو سمجھ لو کہ تم نے سب کچھ پالیا ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عمیق جذبے

اِنسان کی حقیقت اُن چیزوں میں نہیں جو وُہ ظاہر کرتا ہے بلکہ اُن چیزوں میں ہے جسے وُہ ظاہر نہیں کرتا۔

اِس لِئے

اگر اُسے سمجھنا چاہو تو اُن باتوں پر دھیان دو، جو اُس کی زبان سے ادا نہیں ہوتیں:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اِنسان۔۔۔ حیوان

اِس کائنات میں خُدا نے اِنسان کو اشرف المخلُوقات بنایا ہے۔ اپنی تمام تخلیقات سے بَرتر لیکن یہی اِنسان ہے جو اشرَف المخلُوقات بننے کی بجائے اکثر اوقات ایک ادنیٰ کیڑے سے بھی حقیر ہو جاتا ہے۔ اِنسانیّت کی بلندیوں سے نیچے گرتا ہُوا ذِلّت کی عمیق تریں گہرائیوں میں ڈُوب جاتا ہے اور ایسی خُود غرضی، نفس پرستی اور درندگی کا مظاہرہ کرتا ہے کہ اِس کے اِنسان ہونے پر ہی شک ہونے لگتا ہے۔ ایک جانور تو اپنے شکار کو زبردستی دھوکے، غفلت، لاعلمی اور گھات لگا کر حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ شکار پر جھپٹنا اِس کی فِطرت ہے۔ لیکن جب یہ حیوانی فِطرت کِسی اِنسان میں داخل ہو جائے تو وُہ عقل، شعُور، ذِہنی پُختگی، رِشتوں کے تقدّس اور اخلاقی تقاضوں کو جاننے کے باوجُود درندگی کا ایسا مظاہرہ کرتا ہے کہ وحشی جانوروں کو بھی مات کر دیتا ہے:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اچھائی

سچائی ـــــــــ اور ـــــــــ ایمانداری

خدا نے چوراہے پر چھوڑ دی ہیں

ہر ایک کی ٹھوکریں کھانے کے لئے!

ذلیل ہونے کے لئے!

مگر دونوں کو ایک بات کا فخر تو ہے۔ کہ

یہ ٹھوکریں اور ذلالت انہیں اچھائی کی وجہ سے مل رہی ہیں!

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سورن مندر

صدیوں پہلے کچھ بھلے لوگوں نے اِنسان اور خدا کی بندگی کے لئے ایک گھر بنایا۔ وہ گھر کچھ کچا، کچھ پکا تھا۔ جوں جوں عقیدتمندوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا انہوں نے اُسے سونے کا گھر بنا دیا۔

پیار اور خلوص کے پرستار اِس عجیب و غریب گھر کو سورن مندر کہنے لگے۔ ایسا مندر جہاں سے شمعِ محبّت کی کرنیں پھوٹتیں اور دِل کے اندھیروں کو دُور کرتیں۔ رُوحانی چشمے اُبلتے اور جنم جنم کے پیاسے اپنی پیاس بجھاتے۔ گمراہ اپنی راہوں کو ڈھونڈتے اور پھر آہستہ آہستہ رُوئے زمین پر بسنے والوں نے تسکینِ قلب کے لئے اِس سورن مندر کو اپنی آرزوؤں کا مسکن بنا لیا۔ وہ آتے اور سر جھکاتے شبد الاپتے۔ ایسے شبد، جن میں گوروؤں، پیروں اور اوتاروں کی مدھر آوازیں ہوتیں وہ جھوم جھوم جاتے۔ ایک روز اچانک

اِس گھر پر ابلیس کی نظر پڑ گئی۔ اُس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ خدا کے بندے ایک ہو کر رہیں۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ خدا کی مخلوق آپس میں محبّت کرے۔ وہ اِس نُورانی گھر کو دیکھ کر جل گیا اور اِس نے اپنے شیطانی حربوں سے اِسے منتشر کر دیا۔ لیکن

محبّت اور بندگی کبھی ختم ہوئی ہے؟ شمعِ رُوحانیت کبھی بادِ مخالف سے بجھی ہے؟ ابلیس کبھی خدا کی راہ پر چلنے والوں پر حاوی ہُوا ہے؟ ہرگز نہیں — ہرگز نہیں!

یہ گھر پھر اُبھر رہا ہے۔ سورن مندر اپنے پیار بھرے گیت دُنیا بھر کے اِنسانوں کے لئے پھر الاپ رہا ہے۔ اُس کے سنہری کلس اور مینار پھر عظمت کی بلندیوں کو چھو رہے ہیں۔ اور ابلیس کا نام و نشان دکھائی نہیں دیتا۔ سچ ہے جھوٹ کی زندگی بہت مختصر ہوتی ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پہچان

جس نے اپنے نقص کو محسوس کر لیا اور اِس کے کیف وکم کے اسباب کی شناخت کر لی وُہ حصُولِ کمال کی راہ میں تیزی سے دوڑنے لگ گیا۔ اِس کے برعکس جس کی نِگاہ اپنے نقص پر نہیں ہوتی ہے، وُہ راہ سلُوک و طریقت کی جانب دو قدم بھی چلنے سے عاری رہتا ہے، اے بے خبر، کیا تجھ کو خبر نہیں کہ تیری رُوح کو جو مرض لگ گیا ہے اور تجھ میں جو غرُور اور کمال پیدا ہو گیا ہے وُہ تجھے کہیں کا نہ رکھے گا۔ اِس مرض کا علاج صِرف اِس طرح ممکن ہے کہ تُو اپنے نقص کو دیکھ اور اُسے دُور کرنے کی سعی کر :

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

خطا

زِندگی کی بساط پر وُہ لوگ قابلِ تحسین ہیں ،

جو

دُوسروں کی خطائیں نظر انداز کر دیتے ہیں،

لیکن

وُہ لوگ قابلِ پرستش ہیں ،

جو

دُوسروں کی خطائیں دَرگذر کر کے اُنہیں گلے سے لگا لیتے ہیں؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

احساسِ کمتری

بعض لوگ اِس وجہ سے دوسرے لوگوں سے گھُل مِل نہیں سکتے کہ اُنہیں یہ خیال ستاتا رہتا ہے کہ وُہ خوبصورت نہیں۔ اُن کی شخصیت مؤثر نہیں۔ اُن کا قد لمبا یا چھوٹا ہے۔ اِن کی ناک پھیلی ہوئی ہے یا بدوضع ہے اِس طرح بعض لوگ بعض معاشی مجبوریوں کے کارن بھی لوگوں سے بات کرتے ہوئے کتراتے ہیں اِن پر یہ خوف اور احساس مسلّط رہتا ہے کہ وُہ خوشحال نہیں اِن کی مالی حالت کمزور ہے۔ اِن کی جیب میں پیسے نہیں۔ اِن کا لباس اچھا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اُن کا خوش پوش جاذبِ نظر مخاطب اِن کو حقیر سمجھ کر کوئی ایسی بات کہہ دے جو سب کے سامنے ذلّت کا باعث بن جائے۔ اِس لئے کیوں نہ لوگوں سے کم ملا جائے اور اگر ملا بھی جائے تو پھر خاموش سامع کی حیثیّت اِختیار کر لی جائے۔ یوں اپنی معاشی اُلجھنوں اور معاشی اُلجھاؤ کی وجہ سے یہ لوگ اپنی فِطری صلاحیتوں کو خُود ہی غیر مؤثر اور غیر کار آمد بنا دیتے ہیں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تفریق و تمیز

آزادیٔ وطن کے بعد سے
ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی
زندہ قوموں کی تمام صفات سے عاری ہو چکی ہے۔ ہمارے ذہنوں پر ہوس اور رشوت کی گہری چھاپ پڑ چکی ہے۔ ہم علاقائی اور نسلی تعصب کے جنگل میں گرفتار ہو کر چھوٹے چھوٹے خانوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ سیاسی راہنماؤں کے کردار اتنے پست ہو چکے ہیں کہ وہ حصولِ اقتدار کے لئے قوم و ملک کو بھی فروخت کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جہدِ مُسلسل

اُس کی جیبیں خالی تھیں اور کوئی سامان نہ تھا، اپنے آپ میں مگن چلتا ہُوا کبھی کبھی وُہ خود بخود مُسکرانے لگتا، پھر پریشان ہو کر اِدھر اُدھر دیکھتا اور چلتا جاتا۔ اُس نے ایک دفعہ بھی یہ یاد کرنے کی کوشش نہ کی تھی کہ یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔ سب کچھ آپ سے آپ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ کبھی کبھار اُسے اِتنا محسُوس ہوتا کہ وُہ ایک اَن دیکھی اَن جانی منزل کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا، جہاں پہنچنے سے پہلے یا جہاں پہنچنے کے بعد ایک بہت بڑی قوّت، خُوبصورت اور جاندار اور لازوال اِس میں پیدا ہوگی۔ پتا نہیں کیسی اور کیونکر لیکن اِس کے نتیجے کے طور پر وُہ اُڑنے لگے گا یا ہوا میں تحلیل ہو جائیگا یا زمین کے اندر چلے جائیگا یا جانے کیا؟ پر کچھ نہ کچھ ضرُور ہوگا جو زبردست اور معرکہ خیز ہوگا۔ اِس عظیم قوّت کی ہلکی ہلکی لہریں وُہ ابھی سے اپنے اندر پھُوٹتی ہُوئی محسُوس کر رہا تھا اور اِس ہوشیاری میں اِن سب کے ساتھ چل رہا تھا بھاگ رہا تھا، رُک رہا تھا ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عظمت

بڑے آدمی یُوں ہی نہیں بنتے اُنہیں طویل جدّوجہد عظیم قربانی اور ذہانت بڑا بناتی ہے۔ وُہ لوگ جو بلا وجہ بڑا بننے کی کوشش کرتے ہیں اور جن کی خدمات کا طول وعرض اُن کے اِقتدار سے پہلے کسی کو معلُوم نہ تھا اور نہ مُلک کا کوئی گوشہ اُن کے کمالات ومحاسن سے آگاہ تھا وُہ بے وقُوفوں کی جنّت کے باشندے ہیں بلا صدف موتی ہو سکتے ہیں اور ڈھیلے کُندن بن سکتے ہیں۔ اگر قصیدے کِسی اِنسان کو بڑا بنا سکتے تو بہادر شاہ ظفر کے متعلق ذوق نے جو قصیدے لکھے ہیں۔ اُن کے الفاظ اِتنے پُرشکوہ اور عظیم ہیں کہ بہادر شاہ ظفر جہاں پناہ ہوتے۔ لیکن تاریخ نے ثابت کر دیا ہے کہ وُہ خُود پناہ ڈھونڈتے پھرتے تھے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جنگ ... مُفاد

آج عوامی حکومت اور اِنسانی بادشاہتوں میں ایک سخت جنگ بپا ہے۔ شیطان کا تخت زمین کے سب سے بڑے حصے پر بچھا دیا گیا ہے۔ اِس کے گھرانے کی وراثت اِس کے پوجنے والوں میں تقسیم کردی گئی ہے اور دجّال کی فوج ہر طرف پھیل گئی ہے۔ یہ شیطانی بادشاہتیں چاہتی ہیں کہ عوامی حکومت کو نیست و نابود کردیں اور یہ زمین کے ایک خاص ٹکڑے میں ہی نہیں بلکہ اِس کے ہر گوشے میں آج ہی مُقابلہ ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عِلم

جب تک اِنسان عِلم حاصل کرتا رہے وُہ عالم رہتا ہے اور جب اُسے یہ خیال آجائے کہ اَب مَیں عِلم سیکھ چُکا ہُوں تو وُہ جاہل بن جاتا ہے۔ ایک روز میرے شاعر دوست نے اپنی قابلیّت کا مُقابلہ مرزا غالب سے کِیا۔ اگلے روز مَیں نے اِس بات کا ذِکر اپنے ایک صحافی دوست سے کیا تو وُہ کہنے لگا۔

"یار کوئی اور بات کرو، وُہ تو چور
شاعر ہے اُس کی جو قابلیّت ہے
اُس کا سَب کو عِلم ہے"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پابندی

اِنسانی مسئلہ تو یہ ہے کہ :-

کوئی بھی شخص خواہ وُہ کسی جماعت ،کسی گروُپ یا کسی
نظریے سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو، وُہ اِس حالت تک
کیوں پہنچے کہ وُہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے اُسے کہنے ہی نہ دِیا
جائے۔اور ——————————

یہی سوال ہے۔
یہی اِنسانی مسئلہ ہے۔ جسے اس طرح حل کرنا چاہیئے کہ اظہار کے وسیلوں پر اِتنی پابندی نہ ہو کہ اِنسان بطور احتجاج جل مرے، ورنہ جو مشعلِ جاں جل اُٹھی ہے وُہ تو جلتی رہے گی لیکن ہم اِنسانوں کی بے حِسی کو نمایاں کرتی چلی جائے گی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اچھّے دوست

ھمیں وُہ لوگ چاہئیں جو ہمیں، ہمارے اعمال کے لاشعُوری محرکات سے آگاہ کر سکیں، جو ہمیں بتا سکیں کہ جَیسے ہم ہیں وَیسے کیوں ہیں ؟ اور جو ہم ہونا چاہتے ہیں اِس کے لئے ہمیں کیا کرنا پڑے گا ؟ دُوسرے لفظوں میں ہمیں خُود آگاہی کی ضرُورت ہے ! یہ جاننے کی ضرُورت ہے کہ ہم ایسے ہیں اور جَیسے ہم ہیں اِس کا سبب کیا ہَے ؟ کیا ہمارے لکھنے والے خاص طور پراَور باشعُور لوگ عام طور پر قومی ضرُورت کے اِس بارِ گراں کو اُٹھا بھی سکتے ہیں ؟

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اندھیرے اُجالے

مَیں نے اُسے پیار سے سمجھایا، دیکھو بیٹے
راتؔ کو دفتر لگتے ہیں... راتؔ، جس کے مُقابلے کے لِئے اِنسان نے چراغ ایجاد کِیا اور اندھیروں کو ختم کر دِیا۔ راتؔ، جو بدنصیبی، ظُلم، بے اِنصافی اور غُربت کی علامت ہے۔ راتؔ، جِس کا انجام سحر ہوتا ہے۔ ایسی سحر جس کا اِس دُنیا میں بسنے والے اِنسان نہ جانے کب سے اِنتظار کرتے چلے آرہے ہیں لیکن وُہ کہیں طلوع ہوتی ہے اور کہیں اِس کے اِنتظار میں اِنسان جیتے اور مرتے ہیں اور پھر دِل سے فریاد اُٹھتی ہے۔
گُذر بھی جا کہ ــــــ تیرا اِنتظار کب سے ہے اور اب وُہ رات گُذر تو رہی ہے بس چند لمحے اور باقی ہیں ؛

قیمت

ایک روز کسی مُرغ نے کُوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر چُگتے ہُوئے ایک بیش قیمت موتی دیکھا۔ اُسے دیکھ کر اُس نے سرد آہ بھری اور کہا:-

جَوہری کے ہاں اِس کی بہت قدر ہوتی۔ لیکن میرے نزدیک اناج کا ایک دانہ اِس سے ہزار درجے بہتر تھا:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تاریخ

کِسی قوم کی ترقی اور مستقبل کی تعمیر کیلئے تاریخ ایک مسلمہ حیثیت رکھتی ہے۔ جو قوم کو ماضی کے واقعات، فتح و شکست اور عروج و زوال کی یاد دلاکر اُس کے جذبات کو اُبھارتی ہے۔ جدوجہد زیست کے لئے اُس کی پوشیدہ صلاحیتوں اور خاصیتوں کو بیدار کرتی ہے۔ تاریخ قوم کی ایک مسلسل کہانی اور حقائق کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس سے آئندہ نسلیں روشنی حاصل کرتی ہیں۔ جس قوم کی تاریخ غلط ہاتھوں ترتیب دی گئی ہو۔ وُہ تاریخ قوم کے لِئے عبرت بن جاتی ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ناقابلِ تردید

سچائی کو نہ تو تاریخ ہڑپ کر سکتی ہے اور نہ ہی جابر و سنگدل بادشاہ۔ سچائی سو پردے پھاڑ کر باہر نکل آتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اِس عمل کے لئے دیر ہو جائے۔ کچھ لوگ سچائی پر پہرے لگا دیتے ہیں اور کچھ لوگ ڈھول ڈھپا لے کر شور مچاتے ہیں تاکہ اِس شور و غوغا میں سچائی نام کی آواز دب جائے لیکن جونہی طوفانِ ستم ختم ہوتا ہے سچائی پھر جھانکنے لگتی ہے۔ ہاں یہ بالکل درست ہے ۔

قِصّہ یہ کہیں ختم سرِ دار ہوا ہے
منصور تو ہر دور میں بیدار ہوا ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ٹکراؤ

بے جان خطوط سے نسوانی جسم کی شعریت کو وجود میں لانا ایک ایسے چابکدست مصوّر کا کام ہے جو اصُولِ مصوّری اور اس کی حقیقت سے کما حقہٗ ماہر ہو بعض مصوّر مختلف رنگوں میں مختلف معانی بیان کرتے ہیں۔ حُسن، قوانین کا پابند نہیں۔ وُہ ہمہ قیوُد سے آزاد ہے۔ افلاطُون کے پیرو کہتے ہیں کہ حُسن رُوح میں ہَے۔ ارسطُو کے مُعتبین کا خیال ہَے جسم میں ہے۔ لیکن درحقیقت نہ پیکرِ معشُوق میں کوئی خط مُعیّن ہَے نہ کِسی رنگ میں کوئی خاص مناسبت ہَے۔ خُوبی نہ رُوح سے متعلق ہے نہ جسم میں محدُود ہے خُوبصورتی حُسن میں پوشیدہ ہے جس کی آفرینش لائق مصوّر کا کام اور اُس کا راز ہے اور اِس راز کو سمجھنا ہر ایک کے بس میں نہیں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عورت

عورت کی توجہ کا بنیادی مرکز گھر ہی کو ہونا چاہیئے۔ لیکن مشکل یہ آپڑی ہے کہ ہماری جو عورتیں گھروں میں رہتی ہیں۔ اُنہیں جاہل اور دقیانوسی خیال کیا جانے لگا ہے۔ اب ہمارا معاشرہ دو طبقوں میں تقسیم ہوگیا ہے۔ ایک ایسی عورتیں جو گھروں سے باہر بالکل نہیں نکلتیں اور دُوسری وُہ عورتیں جو گھروں میں بالکل نہیں گھُستیں۔ یہ افراط و تفریط کسی صُورت میں بھی ہمارے لئے مفید نہیں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دَوڑ

ہمارے سماج میں

زوال پذیری کے صرف دو ہی سبب ہیں۔ مادیت کی پرستش اور من کی دیوی کی پوجا ! پورے ماحول پر کچھ افراد کے سوا۔ مادیت اور افادیت کی کہرُ چھائی ہوئی ہے۔ ہر فرد کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ دولت کمانا چاہتا ہے۔ زندگی کا سب سے بڑا مقصد حصولِ دَولت بن کر رہ گیا ہے۔ اور یہ زر پرستی سمُندر کے پانی کی مانند ہے جسے جتنا زیادہ پیا جائے، پیاس اِتنی ہی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہ وُہ سراب ہے کہ جس میں جتنا زیادہ آگے بڑھا جائے منزل اِتنی ہی دُور چلی جاتی ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سکوُن

نامیاتی قوتیں اور انسان کبھی سکون کی حالت میں نہیں رہتا۔ یہ ایک صحافی ہی دیکھ اور سوچ سکتا ہے کہ کوئی انسان پُرسکون ہے جبکہ زینو سے لے کر برگساں اور پھر ٹیگور تک اور ارشمیدس سے لے کر آئن سٹائن تک کوئی فلسفی اور کوئی سائنس دان یہ تسلیم نہیں کرتا کہ انسان کا ذہن پُرسکون ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ ساکت اشیاء میں بھی ایک عنصر حرکت کا ضرور پایا جاتا ہے اور فریبِ نظر میں بھی حرکت موجود ہوتی ہے۔ صحافی پُرسکون ہوتا ہے اور پھر اُس کا سکون ہی صفحۂ قرطاس پر آہستہ آہستہ اثر انداز ہوتا ہے، جو لاکھوں انسانوں کے اضطراب کو ہموار کرتا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

برابری

ہمارے نزدیک تمام حقیقتیں خوبصورت ہیں، خواہ ظاہری دِکھاوے میں اِن کا چہرہ کِتنا ہی گھناونا کیوں نہ ہو۔ ہم قُدرت سے ترکِ تعلّق نہیں کرتے بلکہ اُسے قبُول کرتے ہیں اور قُدرت کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر اُس کے دِل کا حال معلُوم کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ تلخ سچائی میٹھے جھُوٹ سے بھی زیادہ خُوبصُورت ہوتی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ کچّی مٹّی کی مہک میں دُنیا کے تمام ویرانوں کی خُوشبُو ہوتی ہے۔ ہم دَرد کو اچھّا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ اِنسانوں کے تمام جذبات کا سرتاج ہے۔ ——————

تمام جذبات اور احساسات اِسی چشمے سے پھُوٹتے ہیں۔ ہم کردار کو ڈھونڈے پن سچائی کو جھُوٹ، دَرد کو خُوشنمائی اور چمک دمک پر تلخ حقیقت کو دُنیا بھر کی تمام دَولت پر ترجیح دیتے ہیں۔

ہمیں یقین ہی نہیں بلکہ قائل بھی ہیں کہ ایک طوائف اور نواب زادی میں، سَرمایہ دار اور مزدُور میں، کمانڈر اور سپاہی میں کاشتکار اور وزیر میں کوئی فرق نہیں اصل سَب کی ایک ہی ہے اور سَب زندگی کے پُورے نظام کا جُزو ہیں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

معاشرہ

آج کے صحافی، اِس بات پر نادم ضرُور ہو سکتے ہیں کہ وُہ ——————
آزاد —— مہاشہ کرشن —— دیوان سنگھ مفتون کے پائے کے صحافی نہیں ہیں۔

لیکن یہ تو تبھی ہو سکتا ہے کہ اگر معاشرہ بھی بلند مرتبہ اور سچّا ہو۔
ہم اگر چاہتے ہیں کہ ہمارے صحافی بھی اپنی تحریروں میں غیر معمُولی جرأت کا اظہار کریں
تو اِس کے لِئے معاشرے میں مُطلق سچائی کو فروغ دیا جائے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مُعاوضہ

مَیں نے احساس اور قوّتِ متخیّلہ کی صلیب پر اکثر لٹک کر سوچا ہے اور اِس طرح محسوس کرنے کی کوشش کی، جِس طرح ایک نادار، بے گُناہ اور مظلُوم مزدُور کو، محنت کے بعد مُعاوضہ کی بجائے دھکّے نصیب ہوں۔

یہ احساس کا بوجھ ہمالیہ سے بھی گراں ہے۔ لیکن کتنی ہِمّت ہے کہ اِتنا بوجھ اُٹھائے پھر رہا ہُوں اور نحیف جسم بالکل احساس نہیں رکھتا کہ یہ بوجھ لے کر تو وُہ دو قدم بھی نہ چل سکے گا ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہمت

صِرف خیال کی قوّت سے راستے کے پتھر نہیں ہٹائے جا سکتے، جو آدمی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر سوچتا رہتا ہے اُس کے مقدّر میں کچھ نہیں ہوتا۔ ہم سوچنے اَور کُڑھنے میں اپنا وقت کیوں برباد کریں؟

آؤ ——— ! اُٹھ کھڑے ہوں،

اَور چل کر جنگل کے اُس پار ہوں، اُس کے دُوسرے سرے تک پہنچیں۔ آخر یہ جنگل کہیں نہ کہیں تو ختم ہوگا۔

چلو آگے بڑھتے چلیں ———

——— چلو، آؤ تو سہی۔

——— اُٹھو، تو سہی!

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بہرُوپ

یُونان کا ایک نامور فلسفی جب عوام کی ناقدری سے تنگ آگیا اور اُس نے محسُوس کیا کہ اِس کے فِکر و نظر اور علم و حکمت پر لوگ توجّہ نہیں دیتے بلکہ مذاق اُڑاتے ہیں اور اِس پر پھبتیاں کرتے ہیں تو اس نے دُشنام و اِتہام سے تنگ آکر رقص و سرُود کا ایک طائفہ بنایا۔ پھٹے پُرانے کپڑے پہن کر ڈھول گلے میں ڈالا، چہرے پر بھبھُوت مَل لی۔ ہاتھوں میں کنگن ڈال لِئے، گانے بجانے کا سوانگ رچایا اور پاگلوں کی طرح بازاروں میں ناچنے لگا۔ وُہ رقص وغنا کے ابجد سے بھی واقف نہ تھا، لیکن سبھی دانشوروں نے سَر پر اُٹھالیا، اُس کے رقص پر کما حقہٗ ہونے لگا کہ اِس فنّ میں اِس نے نئی راہیں نکالی ہیں۔ تب پاگل تھا اب مُجتہد ہے۔

جب یُونان میں اُس کے اس نئے رُوپ کا شہرہ عام ہوگیا تو اُس نے اعلان کِیا کہ فُلاں دِن وُہ اوپن ایئر تھیئٹر میں اپنے طائفہ سمیت رقص و سرُود کے نئے انداز پیش کرے گا۔ تمام ایتھنز ٹُوٹ پڑا۔ اُس نے رقص کا نیا انداز پیش کیا۔ سرتاپا دیوانہ ہوگیا۔ ناچ نہیں جانتا تھا لیکن پاگلوں کی طرح ناچتا رہا۔ عوام وخاص اور اُمراء سَر ہلا لوٹ پوٹ ہو گئے۔ جب وُہ تھک گیا اور محسُوس کِیا کہ جو لوگ اِس کے سامنے بیٹھے ہیں اس کی مُٹھی میں ہیں تو یکایک سنجیدہ ہوکر کہا:-

یُونان کے بیٹو! مَیں تمُہارے سامنے علم و دانائی کی باتیں کرتا رہا۔ مَیں نے تمہاری برتری کے لیئے فِکر و نظر کے موتی بکھیرے۔ تُم نے میری باتیں سُننے سے انکار کر دیا۔ میرا مذاق اُڑایا۔ مجُھے گالیوں سے نوازا۔ پھبتیاں کیں اور خُوش ہوتے رہے۔ تم نے حق و صداقت کی ہر بات سُننے سے اِنکار کیا۔ مجُھے پاگل قرار دے کر خود پاگلوں کی سی حرکتیں کرتے رہے۔ تُم نے اپنے دماغ حُکمرانوں کے پاس رہن رکھ دئیے۔ تمہارے جِسموں کی طرح تمُہاری عقلیں بھی اُمراء و حُکّام کی جاگیر ہوگئی ہیں۔ مَیں عاجز

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آ گیا تو مَیں نے یہ رُوپ اِختیار کیا ، مَیں فلسفی کی جگہ بھانڈ ہو گیا ۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ ناچ کیا ہوتا ہے اور گانا کِسے کہتے ہیں ؟ لیکن تم نے اِس بھانڈپن پر تحسین و ستائش کے ڈونگرے برسائے ۔ پہلے تم میں چار آدمی بھی میرے گرد جمع نہیں ہوتے تھے ۔ آج اِنسانوں کا جمِ غفیر میرے سامنے بیٹھا ہے ۔ گویا تم نے مِٹ جانے والی قوم اور ایک فنا ہو جانے والی معاشرے کی تمام نشانیاں قبول کر لی ہیں ۔ تم ایک انحطاط پذیر مُلک کی عِلیل رُوحوں کا انبوہ ہو ۔

تم میں کوئی بھی اِس قابل نہیں کہ چشمِ بیں رکھتا ہو ۔

تم پر خُدا کی پھٹکار ہو ۔ تم نے دانائی کو ٹھکرایا اور رُسوائی پسند کی ۔

تم خُدا کے غضب سے کیوں کر بچ سکتے ہو کہ تمہارے نزدیک عِلم ذلیل ہو گیا ہے اور عیش شرف و آبرو ! جاؤ مَیں تم پر تھوکتا ہوں ، مَیں پہلے بھی پاگل تھا آج بھی پاگل ہوں ۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

حقیقت

ایک دیانتدار اور قوم پرست مؤرخ

ماضی کے من گھڑت افسانوں سے

قوم کو بہلانے کی غلطی نہیں کر سکتا۔

کیونکہ

صرف ایک تابناک ماضی ہی روشن مستقبل کی ضمانت نہیں ہوتی۔ بلکہ بسا اوقات ماضی کے تلخ حقائق ہی عبرت آموز اور مشعلِ راہ بنتے ہیں:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پاکیزہ آنسو

آنسوؤں کی یہ ننھی ننھی سی بُوندیں، اِنسان کی رُوح کا جَوہر ہیں۔ دانشوروں کے قَول کے مطابق اگر ایک آہِ سرد فرِشتہ کی تلوار ہے تو آنسُو اُس کی کاٹ ہیں، اِس حقیقت سے شاید ہی کوئی اِنکار کرے۔

ایک عورت کے آنسُو مثلِ خاموش مقرّر کے ہیں، وُہ الفاظ کا سا بوجھ رکھتے ہیں، جہاں آنسُو بھی اثر نہ کریں وہاں اَور کوئی شئے بھی اثر پذیر نہیں ہو سکتی۔

جو آنسُو ہمدردی کے ساتھ پُونچھ لیا جائے اُس کے فوراً بعد ہی ہنسی آ جاتی ہے کیونکہ آنسوؤں سے جلد کوئی بھی چیز خشک نہیں ہوتی۔ آنسُو ہمارے دِل سے اُٹھتے ہیں اَور آنکھوں میں جمع ہو جاتے ہیں آپ آنکھوں سے آنسُو تو پُونچھ سکتے ہیں مگر اپنے دِل کو آنسُوؤں سے پاک نہیں کر سکتے بسا اوقات اِن بُوندوں سے بڑے بڑے جری اَور نامور سپاہی متاثر ہو کر اپنے ہتھیار چھوڑ دیتے ہیں۔

اَولاد کے آنسُوؤں پر بسا اوقات والدین اپنی خُوشیاں بلکہ اپنے اصُولوں تک کو قُربان کر دیتے ہیں، کیسا بھی جابر باپ ہو، کِتنی ہی سنگدِل ماں ہو، دونوں ہی زِندگی کے کِسی نہ کِسی موڑ پر اپنی اولاد کی خاطر موم کی مانند پگھل جاتے ہیں عجیب ہی مقدّس رِشتہ ہے یہ! عجیب، پاکیزہ، یکطرفہ محبّت، ہر قسم کے صِلے سے بے نیاز و بے پرواہ!

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نغمۂ حیات

مَیں نے ایک رُوح کو ایک گیت میں جذب کر دیا۔ جسے مَیں نے اِنسانوں کو سُنایا، اُنہوں نے سُنا اور ہنس دِئیے۔ مَیں نے اپنا طنبورہ لیا اور ایک اُونچے پہاڑ کی چوٹی پر جا بَیٹھا اَور اپنا وہی گیت، جسے اِنسان نہیں سمجھ سکے تھے، دیوتاؤں کو سُنانا شروع کِیا۔

آفتاب مغربی پہاڑیوں کے پیچھے اپنا مُنہ چُھپا رہا تھا۔ آسمان پر سُرخ سُرخ بادل تیر رہے تھے اور اُن پر دیوتا میرے گیت کی لے پر رقص کر رہے تھے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جہدِ مُسلسل

تاریخ کے صفحات ایسی ہزاروں مثالوں سے بھرے پڑے ہیں، جہاں کسی قوم نے تنزّل کے بعد عزم ہمت اور استقلال کے بل بوتے پر اپنے زوال کی راکھ پر مستقبل کے عظیم الشان محل تعمیر کیئے اور دیکھتے ہی دیکھتے دُنیا کے اُفق پر چھا گئیں۔ ایسی قومیں صدیاں گذر جانے کے بعد آج بھی تاریخ میں زندہ ہیں اور مستقبل میں بھی زندہ رہیں گی۔ اِن کی تہذیب و تمدّن کے نقوش کبھی نہیں مٹتے اور ان کے عزم و استقلال کی داستانیں روشنی کے مینار کی مانند ہمیشہ روشن رہتی ہیں لیکن اِس کے برعکس جو قومیں زوال کو اپنا مقدّر سمجھ بیٹھیں اور بلندی کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنے زخم سہلانے میں مصروف ہو جائیں اُن کے دامن میں لگی ہوئی آگ کے شعلے پھیلتے ہی جاتے ہیں، حتیٰ کہ اُن کا وجود جل کر راکھ ہو جاتا ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

یادِ رفتگاں

گُلاب خاردار شاخوں کے درمیان لچک رہا ہے۔ بُلبل اپنے نغمے بشاشتِ بے فکری سے الاپ رہی ہے۔ نرگس عرُوسِ نَو کی مانند شرمائی جاتی ہے۔ چمن کا ذرّہ ذرّہ موسمِ بہار سے لُطف اندوزی کی دَعوت دے رہا ہے۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مَیں اِن دِلفریبیوں میں اُلجھ جاؤں، جبکہ گُذشتہ دوستوں کی یاد آ آ کر میرا غم بڑھا رہی ہے :

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لچکیلا قلم

"صحافی"

—— ایک آزاد معاشرے میں رہنے کے باعث
اور بیرونی دُنیا سے عملی و سیاسی تعلق پیدا کرنے کی وجہ
سے کچھ بُنیادی حقُوق یا حقائق کا علم کِئے رکھتے ہیں ۔

آزادیِ تحریر کا جواز یہی ہے۔ کہ
جھوٹ اور سچ میں تمیز ہو سکے اور سماج کو بہت دیر تک دھوکہ میں نہ رکھا جا سکے۔

اگر "صحافی"
جبر و تشدّد سے خوفزدہ ہو کر اپنے قلم کو لچکا لے تو صحافت بے مقصد ہو کر فوت ہو جاتی ہے اِس کے ساتھ ساتھ صحافی بھی زندہ در گور ہو جاتا ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

محنت کش

وُہ لوگ میرے محبُوب ہیں۔
جن کی مُٹھیوں میں ہل اور پرنالی ہے۔
جن کے پھالے سِیدھی اور لمبی لمبی لکیریں کھینچتے ہیں۔
جن کے سروں پر شام ڈھلتے ہی مَنوں وزن ہو جاتا ہے۔
اَور وُہ ہنستے، اٹھکیلیاں کرتے بیلوں کو ہانک کر گھر لاتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اُسکی بارگاہ

غور سے دیکھیئے تو اِس کی بارگاہ کے سوا زِندگی کا لُطف اور کہاں اُٹھا سکتے ہیں مٹّی کے اِن رنگدار تودوں سے تخلیق ہم رِشتہ دار۔ بیٹے۔ بھائی اور دوست کہتے ہیں۔ آپ کو اِن سے کیا لُطف حاصل ہو سکتا ہے۔ ہم کو تو بے پایاں راحت کے جوہرِ خالص کو تلاش کرنا ہے اور وُہ جوہرِ خالص خُدا کی ذات ہے۔ ہمارے تمام خیالات اور جذبات کو اِسی طرف مائل ہونا چاہیئے۔ اُن کا مقصد ہی یہ ہے کیونکہ اگر اِن کی رسائی اِن کی بلند منزل پر ہوگی تو یہ کم ظرفی کی تنگ و تاریک راہوں میں کھو جائیں گے۔

برعکس اِس کے

بارگاہِ الٰہی میں پیش ہو جانے کے بعد ادنیٰ سے ادنیٰ جذبات میں بھی ایک شان ایک بلندی پیدا ہو جاتی ہے۔ اُس کا ہیولا ہی بدل جاتا ہے ؎

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

قلم کی عظمت

وُہ لوگ جو قلم کا کاروبار کرتے ہیں۔ مَیں اُنہیں اِنتہائی کمینہ اور عیّار سمجھتا ہُوں۔ میرے نزدیک وُہ تمام ادیب، شاعر، جرنلسٹ، واعظ، مقرّر بالاخانوں کی تخلیق ہیں، جنہوں نے جوہرِ قلم اور جوہرِ زبان کو بازار کی جنس بنا دیا۔ اور جن کا خیال ہے کہ اُنہیں درباروں کی چوکھٹ پر بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ تاریخ میں اِس کا نام عبرت ہے:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نُمائندگی

ہماری فِطرت کے مُختلف پہلُو ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے رُجحانات کے نفسیاتی، رُوحانی، ذہنی نیز عملی غرضیکہ تمام کے تمام پہلوؤں کی خُوب نشو و نُما ہو۔ لیکن عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اپنی اپنی طبیعت کے مُطابق ہماری شخصیت میں ایک ہی پہلُو دُوسروں کے بمقابلہ زیادہ نُمایاں طور پر ترقی پاتا ہے اور دُوسرے پہلُو یہاں تک دب جاتے ہیں کہ ہم اکثر اُنہیں سمجھنے سے بھی قاصر رہ جاتے ہیں۔ مجمُوعی طور پر یہی حالت مُختلف قوموں کی ہے۔ یہ قومیں عموماً زندگی کے کسی ایک مخصُوص آدرش کی نُمائندگی کرتی ہیں۔ اِن کی زِندگی کی تشکیل میں ایک خاص آدرش اِتنا حاوی ہو جاتا ہے کہ بس وُہ اسی سے وابستہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور دُوسرے پہلوؤں سے آنکھ بند کر لیتی ہیں۔ شخصی یا قوَمی زندگی کا اصُول تو دراصل یہ ہے کہ ہماری ذات کے متعدد پہلُو برابر نشو و نُما پائیں اور اُن میں توازن ہو ؎

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دوست

مَیں اَیسے دوستوں سے آگاہ ہُوں جو میری پیٹھ پیچھے عیَب جوئی کرتے ہیں لیکن جب کبھی وُہ میری تعریف کرتے ہیں تو مَیں شرمندہ بھی ہوتا ہُوں کہ یہ لوگ کِتنے عیّار ہیں۔ پِھر مُجھے ہنسی بھی آجاتی ہے کہ کہیں یہ بُرا نہ مان جائیں حالانکہ ایسے رُفقا کی نہ تو ناراضگی اَور نہ ہمنوائی میرا کُچھ بگاڑ، سنوار سکتی ہَے ::

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

یادِ ماضی

زِندگی کی گود میں کِتنی مٹھاس ہے؟ کِتنا خلُوص ہے؟ کِتنا پیار ہے؟ اَور مَیں عمُوماً ایسی ہی مٹھاس، اَیسے ہی خلُوص اور اَیسے ہی پیار کا متلاشی رہا ہُوں۔

کِسی ہمدم دیرینہ سے گُفتگُو کر کے۔ اور پُرانی یادوں کو تازہ کر کے، پہروں، گھنٹوں محوِ خیال رہتا ہُوں۔ بہت دُور چلا جاتا ہُوں، جی چاہتا ہے اَور دُور چلے جاؤں۔ دُور چلے جاؤں۔ کاش یہ تسلسل ٹوُٹے نا۔ یہی میری مٹھاس ہے، یہی میرا خلُوص ہے اور یہی میرا پیار ہے ؏

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

زَرْ دَار

سرمائے دار کے پاس پیسے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا وُہ احساس سے عاری ہوتا ہے اُس کی آنکھوں میں حیا نہیں ہوتی۔ وُہ دِل کا سیاہ اور اخلاق کا چور ہوتا ہے۔ اُس کے سامنے مجبوُر و بیکس اِنسان تڑپ تڑپ کر مرجائے وُہ اُس طرف دیکھے گا نہیں۔ لیکن آج کا سرمایہ دار ہی سَب کچھُ ہے۔ کاش ایسا نہ ہو۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

فرض

جب تک دریاؤں میں پانی بہتا ہے، پہاڑوں کے سینے تنے ہوتے ہیں سُورج نکلتا ہے، ستارے چمکتے ہیں، چاند دمکتا ہے، ہوائیں چلتی ہیں۔ کائنات قائم ہے، آزادیِ وطن کی حفاظت کی جائے گی۔ جنگ کے دِنوں میں مُلک کی، اور امَن کے دِنوں میں ضمیر کی! زِندہ قوموں کا یہی شعار رہا ہے کہ وُہ دُشمن سر پر ہو تو اپنے مُلک کی حِفاظت کرتی ہیں اور زمانۂ امن میں اپنے حقُوق کی! یہی تو قومی آزادی ہے۔ اِنسان فانی ہے۔ نہ کِسی اِنسان کی مصیبت ہمیشہ رہتی ہے نہ اقتدار! لیکن فرض ضرُوری ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

موت

مجھے زندگی سے محبّت ہے، اور جب سے یہ معلوم ہُوا ہے کہ مرنا بھی زندگی میں شامل ہے، مجھے موت سے بھی محبّت ہو گئی ہے۔ کبھی کبھی مجھے محسُوس ہوتا ہے کہ مَیں مرنے کے بعد بھی زندہ رہُوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ مَیں کل سُورج کو طلوُع ہوتے نہ دیکھ سکُوں، لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کل طلوُع ہونے والا سُورج مجھے نہ دیکھے۔ جہاں مَیں دفن ہُوں گا، وہاں سُرخ گلاب کا پھُول اُگے گا۔ بھلا جس کی موت پر تر و تازہ پھُول اُگیں، وہ کیسے مر سکتا ہے ؟

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تعمیرِ پستی

آزادئ وطن کے بعد سے ہماری اِنفرادی اور اجتماعی زندگی، قوموں کی صفات سے عاری ہو چکی ہے۔ ہمارے ذہنوں پر ہوس اور لالچ کی گہری چھاپ پڑ چکی ہے۔ ہم علاقائی اور نسلی تعصّبات کے چنگل میں گرفتار ہو کر چھوٹے چھوٹے خانوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ ہماری قدیمی، مُساوانہ روایات ہمارے سامنے دم توڑ رہی ہیں۔ ہمیں اِس کا کوئی بھی احساس نہیں۔ ہمیں دیکھ کر ہمارے راہنماؤں نے بھی اپنا معیار "پست کردار" بنا لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ہر آئے روز تعمیرِ پستی میں گرتے جا رہے ہیں۔ اگر ہمارا دامن کردار کی اِن کمزوریوں اور قومی اِنتشار سے بدستور داغدار رہا تو آئندہ کوئی معجزہ بھی ہمیں تباہی سے بچا نہیں سکیگا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آرام

مَیں اُسے خوب جانتا ہوں، جب تک وُہ زندہ رہا، غربت وافلاس میں جکڑا رہا
عزیز و اقارب اُسے دُور سے ہی دیکھ کر پہلو بچا لیتے، لیکن وُہ ہمیشہ مُسکراتا، نہ جانے وُہ
ہم لوگوں کی بے بسی کا مذاق اُڑاتا یا قدرت کی سِتم ظریفی کا! لیکن وُہ مُسکراتا رہتا۔
اُس کی مُسکراہٹ میں مٹھاس ہوتی۔ لیکن اُس کی موت بہت دردناک ڈھنگ
سے ہُوئی۔ وُہ پچھلے چار دِن سے بھُوکا تھا۔ تب اُسے کِسی نے نہ پُوچھا۔ لیکن جب
اُس کی برگد تلے قبر بن گئی وُہ ہم لوگوں کی زیارت گاہ بن گئی۔

اَب دُور دُور سے لوگ آتے ہیں اور اِس کی اینٹ پتھر سے چُنی ہُوئی قبر پہ کھڑے ہوکر
اپنے مسائل بیان کرتے ہیں۔ اپنے دُکھوں کی جھولی خالی کر کے اُسے مُرادوں سے بھر
لے جاتے ہیں۔ مُراد پانے والے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ نذرانے گذارتے ہیں اور
اُسے بابا برگد والا کہہ کر پکارتے ہیں اور زندگی میں وُہ بے نام شخص جِس کو زندگی
بھر چھت نہ مِل سکی آج اِسی برگد کے سایے تلے عالیشان مزار کے اندر محوِ آرام ہے۔

مگر مَیں سوچتا ہُوں،

کیا وُہ آرام سے ہوگا؟

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تعظیمِ انسان

مجھے جنگ سے اِنتہائی نفرت ہے۔ یہ عام طباع کی پَیداوار ہوتی ہے۔ ایک شخص کا صرف فَوجی بَینڈ کے اشاروں پر کام کرنا ہی مجھے اِس سے دُور کرنے کا باعث ہو سکتا ہے فِطرت نے دماغ اِسے یُونہی بخش دیا ہے اِسے صرف رنگ و نسل کی ضرورت تھی یہ تہذیب کے چہرے پر بَدنما داغ ہیں، جِن کو جلد سے جلد دُور کر دینا چاہیئے۔ جنگی حبّ الوطنی بے تحاشہ کُشت و خُون اور یہ مظالم جو حُبّ الوطن کے نام سے پُکارے جاتے ہیں میرے لئے کِتنے نفرت انگیز ہیں۔ جنگ میرے نزدیک ایک کمینہ اور مکروہ حرکت ہے۔ مجھے اِس وحشت اور بربریت کے نظام میں حِصّہ کی بجائے مَوت زیادہ خُوش آئند معلُوم دیتی ہے۔ مگر سَب چیزوں کے باوجُود مَیں نسلِ اِنسانی کی اِتنی تعظیم کرتا ہُوں کہ میرا خیال ہے اگر اقوام و دُول میں سیاسی اغراض نہ ہوتے۔ جن کی مدرسوں اور پریس کے ذریعے تشہیر کی جاتی۔ تو دُنیا کبھی کی اِس لعنت سے آزاد ہو گئی ہوتی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اِنسان

یہ پیپل کا درخت

زندگی کے ہر دور میں میرا ہمدم و دمساز رہا ہے۔ میں نے بار ہا اِسے اپنی تنہائیوں میں اپنے قریب پایا ہے اِس حالت میں کہ اِس کی شاخیں آگے بڑھ بڑھ کر میرے چہرے کو چھو رہی ہیں، جیسے مجھے پیار کر رہی ہیں۔

پھر ایک دِن یہ پیپل کا درخت غائب ہو گیا۔ ابن آدم دھرتی پر جینا صِرف اپنا حق سمجھتا ہے اُسے جب بھی زمین کے کِسی ٹکڑے کی ضرورت ہوتی ہے، تو وہ قطعاً اِس بات کا خیال نہیں کرتا کہ وہاں ایک درخت بڑی مدّت سے کھڑا ہے۔ اِس کی شاخوں پر لہراتے ہوئے بیشمار پتے زمین پر رہنے والوں کے اُوپر اپنا سکون پرور سایہ کئے رکھتے ہیں۔ اِس پر کئی پرندوں نے اپنے گھونسلے بنا رکھے ہیں۔ اگر اِس درخت کو کاٹ دیا جائے گا تو یہ سایۂ رحمت و سکون ختم ہو جائے گا۔ یہ گھونسلے تباہ ہو جائیں گے۔ اِن میں جو ننھے ننھے انڈے اپنے اندر محبت کی امانتیں لئے پڑے ہیں، وہ نیچے گِر کر ٹوٹ جائینگے، یہ امانتیں پامال ہو جائیں گی۔ مگر کون اِن باتوں کا خیال کرتا ہے؟ اِنسان اپنا ایک گھر بنانے کے لئے کتنے گھروں کو تباہ کر ڈالتا ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لالچ

جو شخص مُعاوضہ پر سیاست، ادب اور مذہب کے خدمتگذار ہیں، ہمارے نزدیک
اِن سے لکھنؤ کے فراش خانے کی وُہ رنڈیاں زیادہ اچھے اخلاق کی مالک تھیں جو
کِسی نَواب یا رئیس سے ایک بار دِل کے اٹکاؤ کا سامان کر لیتیں تو ہمیشہ کے لئے اُسکی
ہو جاتیں۔ اُنہیں کوئی تحریف یا ترغیب توڑ نہیں سکتی تھی۔ جو لوگ آجکل سیاست
وصحافت کے راج محل میں فروکش ہیں اُن کے دِل و زبان میں اختلاف ہے
یہی وجہ ہے کہ وُہ مُلک کے لئے باعثِ زحمت ہیں، اُن کو آپ عیار کہہ سکتے ہیں
راہبر نہیں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

رنج و غم

تم نے ایک بار پوچھا تھا کہ اگر عالمگیر قوتیں ایک فرد کی ذات پر نازل ہو جائیں تو؟ یہ احساس ہمیں اس لئے گھیرے رکھتا ہے کہ انسانی مسرت کی جدوجہد بظاہر اتنی طویل، اتنی گراں اور اتنی دائمی معلوم ہوتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں ایک فرد کی ذات بالکل ہیچ اور نزار دکھائی دیتی ہے۔ لیکن یہ جبھی ہوتا ہے اگر تم اس جدوجہد میں خود کو ایک فرد کی نظر سے دیکھو بلکہ یہ کیفیت پیدا ہی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ہم انسانی رنج و ناخوشی کے مسئلے کو ذاتی نظر سے دیکھتے ہیں۔ لیکن ان مسائل کو انفرادی نقطۂ نظر سے دیکھنا حماقت ہے۔ دراصل ہمارے تمہارے جیسے لوگ، جن کی شخصیتیں بالکل مکمل اور مربوط نہیں ہیں۔ اپنی ذات کو اس ذات کی حدود سے پرے زیادہ بڑی چیزوں سے یک جان نہیں کر سکتے۔ جس کے نتیجے میں ناخوشی اور شکست کا احساس لازمی ہے۔ میں اور تم ایک نہیں ہیں۔ ہم تو لاکھوں کروڑوں ہیں جب اٹھیں گے تو طوفان کی صورت ہوں گے، تب یہ عالمگیر قوتیں ہم پر نازل نہ ہو سکیں گی ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عقائد

ہمارے ہاں اُس وقت کے تعلق سے جو تصوّرات وابستہ ہیں، اب بھی میں اُنہیں زیادہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں۔ یہ وُہ وقت ہے جب ہمارے محاورے میں "دونوں وقت ملتے ہیں"، دِن کی پُراسرار گھڑی، جب کنواریوں کو کھلے میں ننگے سر کھڑا ہونے سے منع کیا جاتا ہے۔ جب کوئی نیا کام شروع نہیں کیا جاتا، نہ کوئی مُردہ دفنایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگ تلاوت بھی نہیں کرتے یہ عقائد تو اِس زمانے سے چلے آرہے ہیں، جب سُورج ایک زِندہ دیوتا مانا جاتا تھا اور اندھیرا ایک زندہ عفریت۔ اَب یہ دیوتا اور عفریت تو مر مرا چکے لیکن جاں بلب دِن کی افسردگی اب بھی حقیقت ہے جو اُس وقت تک باقی رہتی ہے، جب تک رات اِس کی مَوت کا یقین اور اگلی صُبح کی پیدائش کی اُمید ساتھ لئے آنہیں پہنچتی ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عظمتِ وطن

جس بات کا مجھے ہمیشہ خوف رہا ہے وہ اپنے ہموطنوں کی ذہنیت ہے۔ احساس ہے جس کے بارے میں وہ کبھی سوچتے نہیں اُن کی نظروں میں اپنے وطن کی عظمت، سالمیت اور آزادی کچھ معنے نہیں رکھتی وہ اپنے ذاتی مفاد کے لئے وطن کی آبرو کو گروی رکھنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اُن کو یہ فکر نہیں کہ اگر وطن زندہ ہے تو وہ بھی زندہ ہیں۔ اگر وطن غلام ہو گیا تو وہ کہاں رہیں گے۔ آخر وہ انسان ہی کیا جس کا گھر تو ہو مگر اُسے اُس کی آبرو کا احساس تک نہ ہو۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سیاستدان

میں ایک ایسے سیاست دان کو جانتا ہوں ۔ جو آج بھی ایک جلیل القدر عہدہ پر تعین ہے ۔ جس کے لئے پورے ہندوستان میں احترام ہے ۔ اور جو خود کو عوام کا اصلی خدمتگذار کہتا ہے ۔

ایک دفعہ ضرورت مند عوام نے اپنی مشکلات درخواستوں کی شکل میں اُسے گوش گذار کیں ۔ اُس نے سب درخواستیں لے لیں اور عوام کو یقین دلایا کہ وہ ہیڈ کوارٹر پر جاکر مناسب ایکشن لے گا ۔ عوام اِس یقین دہانی پر خوش تھے ۔ لیکن میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دریا کے پُل پر سے گذرتے ہوئے اِس راہنما کے سیکرٹری نے وہ تمام درخواستیں پانی میں بہادیں ۔ میری آنکھوں کے سامنے اُن ہزاروں لوگوں کی درخواستیں دریا میں یوں تیر رہی تھیں جیسے طوفان میں نوح کی کشتی ہچکولے کھا رہی ہو ۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

شوخ

میں کبھی کبھی سوچتا ہُوں کہ صدیوں سے نوعِ اِنسانی طرح طرح کے مظالم مصیبتوں اور صعُوبتوں کی شکار ہے، خاص طور سے وُہ لوگ جو محنت کرتے ہیں اور زندگی کی تمام مادّی، ذہنی اور رُوحانی اقدار کے خالق ہیں اور جن کے کندھوں پر تمدّن اور تہذیب کی ساری عمارت کا بوجھ ہے۔ ہماری یہ خُوش قسمتی ہے کہ ہم تاریخ کے ایسے دَور میں سانس لے رہے ہیں جب بالآخر اِس ہولناکی کے صِرف ختم ہونے کے ہی آثار نہیں ہیں بلکہ جگہ جگہ اِنصاف اور سچائی کا پرچم، آزاد اور لامحدُود اِنسانی تخلیق اور ترقی کی راہوں پر سایہ فگن ہے۔ اب سے تو دو تین سو سال بعد زندگی میں کتنا زیادہ اطمینان، خُوشی اور سکُون ہوگا، لیکن تبدیلی کی جہد اور کاوش میں خُود شریک ہونا اور نئی تعمیر کی نیو رکھنا اور اُس کے ابتدائی نقوش کو اُبھرتے ہُوئے دیکھنا، ہماری رُوح کو کتنا زیادہ لطیف بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے بہ نسبت اِس کے جو اِنسان کو دَورِ مستقبل میں حاصل ہوگی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مجبوری

یہ دَورِ ستمگر!
جسے فنکار کی شکستِ دِل کا نہ احساس ہے نہ اُس سے کوئی ہمدردی!
غالباً فنکار کی موت پر یہی کہے گا۔کہ:۔
اگر وُہ مرگیا ہے تو اُس کا اپنا قصور ہے۔بہُت پیتا تھا۔بہُت بے قاعدگی سے
زِندگی بسر کرتا تھا۔صحت کا ستیاناس کرلیا تھا وغیرہ وغیرہ!
لیکن یہ نہ سوچے گا کہ اِس نے ایسا کیوں کیا تھا؟
اُیسے ہی کیٹس نے اپنے آپ کو مار رکھا تھا —— برنز نے بھی —— موزارٹ نے بھی!
اور بھی کئی نام گنوائے جا سکتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ جب معاشرتی حالات کی وجہ سے فن اور زندگی ایک دوسرے سے
برسرِ پیکار ہوں تو دونوں میں سے ایک کی قُربانی دینی پڑتی ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مؤرّخ

میری تحریریں میری ملکیت نہیں یہ معاشرتی المیوں سے ترتیب پاتی ہیں۔ اِن میں رِشتوں کے نوحے بھی ہوتے ہیں، تعلّقات کے بَین بھی اور باہمی رنجشوں کی چیختی سچائیاں بھی! اِن میں آہیں بھی ہوتی ہیں، سِسکیاں بھی اَور آنسو بھی! اِن آہوں، سِسکیوں اور آنسوؤں کو مَیں گھروں کے آنگنوں میں آکاس بیل کی طرح نہیں اُگاتا۔ مَیں تو آئینہ ہُوں۔ رنگ میرے اپنے نہیں ہوتے۔ حُسن یا بَدصُورتی میری پیدا کردہ نہیں ہوتی۔ مَیں تو سامنے آنے والے عکس کو بند کر لیتا ہُوں اور وہی دُوسروں کی آنکھوں کے سامنے لے آتا ہُوں۔ کوئی چہرہ اِتنا کریہہ ہوتا ہے کہ دیکھنے والے آنکھیں بند کر لیتے ہیں اَور کچھ تو اِتنے جذباتی ہوتے ہیں۔ کہ شیشے پہ پتھر دے مارتے ہیں۔ شیشہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اُس کے سامنے کھڑی شکل تو ثابت رہتی ہے۔ رِشتوں کے سَودے بے ضمیر سوداگر کرتے ہیں۔ مَیں تو اِن کے ظُلم پہ کُڑھتا ہُوں۔ شیشہ لے کر مکروہ چہروں کے داغ دِکھاتا ہُوں۔ دھبّے تو معاشرے کے چہرے پر ہیں، شیشے پر نہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

حاکم

پانی کا ریلہ اُٹھتا ہے تو ریت کی دیوار بیٹھ جاتی ہے اور

زِندہ خُون کا ریلہ کاخ و ایوان کے حصاروں میں شگاف
ڈال کر تاریخی عمل کے لئے راستہ ہموار کر دیتا ہے۔

بَس یہی نوشتۂ دیوار ہے!

یہ عجیب بات ہے کہ اربابِ اقتدار بالعموم تاریخی عمل کو روک
دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر خُود ہی کھنڈر نظر آنے
لگتے ہیں اور کئی تو ایسے غرقِ دریا ہُوئے کہ جنازہ اُٹھا،
نہ مزار بنا اور فرعُون کی ممّی کی طرح رُسوائیوں کی علامت
بَن گئے ٭

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کلرک بادشاہ

مَیں نے کمرے کے ایک کونے پر نِگاہ ڈالی۔ فائیلوں کے انبار پڑے تھے، اُن پر دھول جمی تھی اور مکڑیوں نے جالے بنا رکھے تھے۔ یہ سب عوام کی ضرورّیات کے ڈھیر تھے، جنہیں دفتری لوگوں نے اِتنا تھکا دِیا تھا کہ اَب اُن پر نیند طاری تھی۔ پہلی بار مجھے تلخی کا احساس ہُوا اور مَیں مغمُوم اور اُداس ہو گیا۔

بخُدا یہی وُہ لاعلاج مرض ہے۔

یہی وُہ سرطان کا پھوڑا ہے۔

جس سے مُلک و قوم کبھی شفا نہیں پا سکتی۔

حکُومت کے امُور میں سُستی، قوم کے کام کو انجام نہ دینا۔

جفتا کا پیٹ کاٹ کر کلرکوں کی تنخواہیں دی جاتی ہیں۔

میرا دِل اکثر یہی کہتا ہے کہ یہ وُہ مَرض ہے جِس سے صحت کی اُمّید عبث ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جبر کی حکمرانی

تاریخ ایک آئینہ ہے اور اُس میں عُروج و زوال کے نقوش صاف دیکھے جا
سکتے ہیں۔ ہر دور کے حکمرانوں کو ایک ہی مشورہ ہے کہ وہ بہت زیادہ
عیار بننے کی بجائے امن اور سلامتی کا فطری راستہ اختیار کریں
اور اپنی قوم کو طاقتور اور باوقار بنائیں، اور عدل و
انصاف کے اداروں کو آزادی سے کام کرنے
دیں اور ظلم کی روش پر نہ چلیں،
کیونکہ ظالم خواہ اس نے
انسان دوستی
اور
شائستگی کا لبادہ اوڑھ رکھا ہو، مکافاتِ عمل سے بچ نہیں سکتا اور جبر کی حکمرانی
دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مُامتا

مجھے سب سے زیادہ لُطف اُس وقت آتا تھا جب مَیں بیمار ہوتا تھا یا مجھُے کوئی چوٹ لگ جاتی تھی اور میرے والدین میرے لیئے پریشان ہوتے تھے۔ اِس لُطف کی خاطر مَیں اپنے آپ کو کبھی کبھی جان بُوجھ کر بھی خطرے میں ڈالتا تھا، اُس وقت جو بیچینی میری والدہ اور میرے والد کے دِل میں پَیدا ہوتی تھی، اِس سے میرے دِل میں یہ احساس پَیدا ہوتا تھا کہ اُنہیں میری بہُت فِکر ہے، اِن تجربات سے ماں اور باپ کے معنی سمجھ میں آئے اور مجھُ کو یہ معلُوم ہُوا کہ ماں، باپ اور دُوسرے لوگوں میں کیا فرق ہے؟

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

زِندگی

سُقراط نے زہر کا جام پیا اور مر کر زِندہ ہو گیا۔
مسیح کے لِئے صلیب تھی، وُہ مصلُوب ہُوا اور لازوال ہو گیا۔
گاندھی جی نے شہادت پائی تو وُہ زِندہ جاوید ہو گئے۔
یہ بڑے لوگ تھے لیکن موت .. غیر طبعی مَوت عام آدمیوں کو بھی نہیں مار سکتی۔
تاریخ میں اَیسے کِتنے ہی نام مِلتے ہیں جو نہ دیوتا تھے، نہ پیغمبر، نہ مُقدّس! بس عام آدمی تھے۔ لیکن اپنی روشنیٔ طبع اور سچائی کے ہاتھوں مارے گئے اور زِندہ رہے بعض لوگ کِسی اَور حوالے سے بھی یاد رہ جاتے ہیں اور ہم اُن کے چہروں اور ناموں سے وَاقف نہیں ہوتے، لیکن وُہ یاد آتے ہیں۔ وُہ مر چُکے ہوتے ہیں لیکن زندہ رہتے ہیں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نشان

کہتے ہیں نام اور نشانیوں میں کچھ نہیں رکھا ہوتا۔ اصل چیز رُوح ہوتی ہے۔ مگر یہ طرز ایک محدُود ذہن کے فِکر کا نتیجہ ہے۔ جو تاریخ اور تہذیب کے عمل کو سمجھنے سے قاصر ہے رُوحانی زِندگی بھی مادی زِندگی کے بعض مظاہر سے منسلک ہوتی ہے اور اگر یہ مظاہر حقیقت کی دُنیا میں وجُود نہ رکھتے ہوں تو رُوح کو شاید وُہ بالیدگی بھی حاصل نہ ہو سکے جو اِن مظاہر سے پَیدا ہونے والے ماحول سے وجُود میں آتی ہے۔ اِن نشانیوں کو ہٹانا یا اِن کی ہیئت کو بَدل دینا، ناموں کو تبدیل کر دینا نہ صِرف قوموں کے تاریخی تسلسل کو روکنے کی کوشش ہے بلکہ اِن کو اِس تہذیبی سرمائے سے بھی محروم کرنا ہے۔ جو آنے والی نسلوں کو تہذیبی جڑیں فراہم کرتا ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

احساس

محبّت کا تبادلہ فقط محبت سے ہی ہو سکے گا اور اعتماد کا اعتماد سے۔ اگر تُم آرٹ سے لُطف اندوز ہونا چاہتے ہو تو تمہیں آرٹ کا تربیّت یافتہ اِنسان بننا ہوگا۔ اگر تُم دُوسروں کو اپنی شخصیّت سے متاثر کرنا چاہتے ہو تو تُم کو ایسا شخص بننا ہوگا۔ جو سچ مُچ دُوسروں کی حوصلہ افزائی کر سکے اور اُن میں جوش پَیدا کر سکے اِنسان اور نیچر سے تمہارا ہر رشتہ تُمہاری حقیقی انفرادی زِندگی کا ٹھوس اظہار ہونا چاہیئے۔ جو تمہارے اِرادے کے معرُوضے سے ہم آہنگ ہو۔ اگر تُم کسی سے محبّت کرتے ہو لیکن اپنے محبُوب میں محبّت کا جذبہ اُبھار نہیں سکتے۔ یعنی اگر تُم میں محبُوبیّت کی شان پیدا نہیں ہوتی تو پھر تُمہاری محبّت نامرادی اور بدقِسمتی ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کُنجِ عزلت

تنہائی وُہ دشمن ہے جو زِندگی کی ہر خُوشی کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے ۔ وُہ بیماری ہے جو زِندگی کے حُسن کو فنا کر دیتی ہے۔ ہمیں دُوسروں سے جُدا کر کے اِنسانی تعلّقات سے حاصل ہونے والی مُسرّتوں کو کُچل دیتی ہے۔ زندگی کی نَس نَس میں زہر بھر دیتی ہے۔ اِسے عزیز رکھنے سے اِس کی خواہش کرنے سے ہم سُکھ چین سے مُحروم ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم اپنی ذات میں گُم رہیں، اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی جدّ وجہد نہ کریں۔ تنہائی کا مُقابلہ کرنے کی بجائے اِس کے سامنے ہتھیار پھینک دیں۔ تو خُدا ہی حافظ ہے۔ اِس طرح ہم بھرپُور زندگی کی راہ پر واپس نہ آسکیں گے تنہائی کی بیماری سے نجات پانے کا سَب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ اِسے ہمیں ایک روگ جان کر اِس سے نفرت کریں ؀

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اِنقلاب

یہ سطوت و جلالت ، یہ طنطنہ و دبدبہ ، یہ جاہ و جلال، یہ کرّو فر ، یہ شوکت و عظمت، یہ سیم و زر کی جھنکار ، یہ مرمریں محلات اور پھولوں و پھلوں سے لدے باغات، یہ جابر حکومت ، سب آنی جانی چیزیں ہیں اور نئے اِنقلابات کی پیداوار ، ہر تخریب ایک نئی تعمیر کو جنم دیتی ہے ۔ ہر اِنقلاب ایک نئے مُعاشرہ کی تشکیل کرتا ہے ۔ نئی قدروں کی تعمیر کرتا ہے اور پُرانے و فرسودہ رسم و رواج کی ہڈیوں پر ایک ایسے محل کی بُنیاد رکھتا ہے ۔ جس میں نئے رُجحانات ، نئی قدریں ، نئے خیالات و تخیلات پروان چڑھتے ہیں ۔ وقت اور حالات اِنقلاب کو جنم دیتے ہیں اور اِنقلاب پُرانی مخلوق کو نئے سانچے میں ڈھال کر ترقی پسند معاشرہ دیتا ہے ؎

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مُسکراہٹ

مُسکراہٹ اگر فِطری ہو تو اِنسان فِرشتوں سے بھی بہتر ہے۔

مگر ——————

تمہاری مُسکراہٹ تو غیر فِطری مُسرّت کا اظہار کرتی ہے۔ جس سے مجھے بیحد نفرت ہے۔ مُجھے آپ کو دیکھ کر مُسکراہٹ تو کُجا، رَتی بھر احساسِ خُوشی نہیں ہوتا۔ اب تُم خُود ہی سوچو فِطری اور غیر فِطری مُسکراہٹ میں کیا تضاد ہے ؟

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مٹی میری ماں

وقت —— فاصلے —— اور —— طنابوں

نے ماضی کی تاریخ کو حال سے بدل دیا ہے۔ اِس کا نام ۱۹۴۷ء کی آزادی رکھا ہے۔ آزادی، جس کے چاند سورج، مشرق اور مغرب ہیں۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک زندگی کی لہر ہے، روشنی ہے، حرکت ہے اور کروڑوں اِنسان ہیں جو ایک دوسرے کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے دفتروں، مِلوں، کارخانوں کھیتوں، کھلیانوں، دریاؤں، سمندروں، جنگلوں اور پہاڑوں کی وسعتوں پر حکمران ہیں۔ یہ وسیع و عریض مٹی کتنی مقدس اور پیاری ہے۔ یہ مٹی میری ماں ہے۔ ماں، جو سب چیزوں سے عزیز ہے۔ میری مادرِ وطن !!

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ترقّی

مجھے اُس چینی کی یہ بات آج تک نہیں بھُولی، اُس نے کہا تھا۔
لوگ بیٹے کی پیدائش پر دُعائیں مانگتے ہیں۔ کہ وُہ ذہین ہو۔ مگر مَیں نے ذہانت کی بدولت زندگی تباہ کرلی ہے۔ میری دُعا ہے کہ میرا بیٹا سخت کُند ذہن اور غبی ہو، تاکہ وُہ خُوب پھلے پھُولے اور انجام کار کسی صُوبے کا گورنر ہو جائے۔



CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سپنے

اِنسان نے اپنی چھوٹی سی تاریخ میں طرح طرح کے خواب دیکھے ہیں۔ اچھے خواب بھی، بُرے خواب بھی! کچھ خوابوں نے ریگستانوں میں بستیاں آباد کی ہیں۔ کچھ خوابوں نے ہری بھری بستیاں برباد کی ہیں۔ ایک خواب نے کھیت میں ہل چلایا۔ دُوسرے نے اُس کی فصل کو نذرِ آتش کیا ہے۔ ایک خواب سے پھُول کھِلتے ہیں۔ دُوسرے سے ایٹم بم گرتے ہیں۔ مَیں اچھے خوابوں کی عزّت کرتا ہُوں۔ بُرے خوابوں کی مذمّت کرتا ہُوں۔ اِس لئے سَب سے اچھا طریقہ آپس کی نفرتوں کو دھوکہ دینے کا ہے اور صُلح، آشتی کے رُجحانات کو ترّقی دے کر باہمی سمجھوتے سے تمام مسائل کو حل کرنے کا ہے۔ یہ اکیلی میری آواز نہیں ہے۔ آپ کی بھی، یہ آواز ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آہ و فغاں

بہت کم لوگ جوش و خروش اور حقیقی لذّت سے زندگی گذارتے ہیں۔ وُہ ماضی کی خامیوں کا ذِکر کرتے رہتے ہیں یا مُستقبل کے مسائل میں اُلجھے رہتے ہیں

اَور یا وُہ

اِتنے تھکے ماندہ اعصاب زدہ ہوتے ہیں کہ وُہ ہر لمحۂ حاضر سے کسِی حلاوت کا اکتساب نہیں کر سکتے۔ حالانکہ لمحۂ حاضر ہی ہماری زندگی کا یقینی لمحہ ہَے ؏

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

حرص و ہوس

اِنسان کی بسر اوقات کیلئے خواہ ضرُوری سامان کِتنا ہو لیکن اُس کی آرزُوئیں بہت طویل ہوتی ہیں۔ اِس کے دِل میں بار بار یہ خطرہ گذرتا ہے۔ کہ جو مال فی الحال اِس کی ضرُورت کیلئے کافی ہے، شاید تلف ہوجائے اور اُس کو دوسرے مال کی ضرُورت ہو۔ اِس خیال کے ساتھ ہی اُس کے دِل میں فکر و غم کا جوش اُٹھتا ہے۔ یہ یہ خلش جبھی دُور ہوتی ہے۔ جب اُسے دُوسرے مال کے مِل جانے کا اِطمینان ہوجائے وُہ اپنی ذات سے دلچسپی اور زِندگی سے محبّت کی بِنا پر اپنی زندگی کا بہت طویل اَندازہ لگاتا ہے اور نئی نئی ضرُورتوں کے پیش نظر آنے کا خیال رکھتا اور نئے نئے خطروں کو فرض کرتا رہتا ہے۔ اِن خطرات کو زائل کرنے کے وسائل سوچتا رہتا ہے یہ خوف اور فکر مندی اُسے مال کی کسی مخصوص مِقدار پر قانع نہیں ہونے دیتی اور وہ کسی حد پر بھی جاکر نہیں ٹھہرتا۔ یہاں تک کہ ساری دُنیا کو اپنی ملکیت بنانے کی ہوس پَیدا ہوجاتی ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تہِ زمین

آتش فشاں کا لاوا پہاڑ چیر کر باہر نکلنے لگے تو اِس کے محرکات اور تدارک پر فلسفیانہ نُقطۂ نظر وقت طلب امر نہیں رہتا۔ لیکن احتیاطی تدابیر کے نہ ہوتے ہُوئے وُہ جِتنا نُقصان کر سکتا ہے، کر جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہوتی ہے کہ تہِ زمین 'دیکھا جائے کہ اِس میں کہاں کہاں اُبال ہیں اور کیوں ہیں؟ بدقسمتی سے مُلک میں اِس طرزِ فکر کی کمی رہی ہے اور ہر قیادت نے پانی سر سے گذر جانے دیا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اعتماد

عملی نفسیات کا مطالعہ میرا روزمرہ کا دستور ہے۔ مطالعے کے دوران مجھے اکثر احساس ہُوا کہ ہماری ناکامی کا سبب صلاحیت یا ذہانت کی کمی نہیں۔ بلکہ اِس کا بڑا سبب اعتماد کی کمی ہوتا ہے اور اعتماد کی کمی مصنوعی خطرات کا اصل سبب ہے۔ جب بہُت سارے مصنُوعی خطرات جمع ہو جاتے ہیں۔ تو ہمیں اپنی شخصیت کا منفی عکس نظر آنے لگتا ہے۔ بہُت کم لوگ ہوتے ہیں۔ جو حالات و واقعات کے آئینے میں اپنا عکس دیکھتے ہیں آپ نے اپنے دوستوں میں یہ بات اکثر محسُوس کی ہوگی۔ کہ ایک شخص اپنی رائے بدلنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ خواہ وہ رائے صحیح ہو یا غلط! کتنی ہی مرتبہ آپ نے ایسے افراد دیکھے ہوں گے۔ جن کا حقیقی رُوپ اُن کے ظاہری رُوپ سے کہیں زیادہ مختلف ہوتا ہے۔ ایک احمق آدمی اپنے آپ کو عقلمند تصّور کرتا ہے اور ایک عقلمند یُوں اِنکساری سے کام لیتا ہے جیسے اُسے اپنی صلاحیتوں کا بالکل علم ہی نہیں ؎

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تغیّر

اِنقلاب خُون آشام بھی ہوتا ہے اور مردم آزار بھی ! اِنقلاب آندھی ہے، طُوفان ہے، سیلاب ہے۔ اِس کی زَد میں جو آتا ہے خس و خاشاک کی طرح بَہ جاتا ہے۔ کبھی یہ بگولا ہوتا ہے۔ اُٹھتا ہے، پھَیلتا ہے اور بڑے تناور درختوں کو اُکھاڑ کر گزُر جاتا ہے۔ امن کی بہار تو ہر کوئی دیکھنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن اِنقلاب کے خُون آشام تھپیڑوں کا مقابلہ شاید ہی کوئی کر سکتا ہو۔ جب قوموں اور مُلکوں اور اِنقلاب کی چنگاریاں سُلگتی ہیں اور شعلہ جوالا بننے کے لئے بھی بے تابانہ مجتمع ہونے کی کوشش کرتی ہیں تو جہاں بادشاہوں کے محل کانپتے ہوں وہاں غریب کے جھَونپڑے بھی اِن سے متاثر ہوتے ہیں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

معاشی تحفّظ

مَیں نے دیکھا ہے کہ بیمار معشیت کی گود میں سِسکتے ہوُئے معاشرے میں معاشی تنگدستی کا خوف ایک ایسی چیز ہے جس نے بہت سے اعلےٰ دماغوں کو بھی اِن کی تب وتاب سے محرُوم کر دیا ہے، جو اپنے مُلک کی بلندیوں کو اور بھی معراج پر لے جا سکتے تھے اور صدیوں کی تاریک زمین کو روشنی دے سکتے تھے۔

اکثر مَیں نے اِس سوال پر غور کیا ہے اور ہر بار بیچین رہا ہُوں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

غرض

اپنے مفاد کی نشر و اشاعت،
تاریخ کو غلط موڑ دے کر اس کی بنیادی سچائی کو ختم کرنا،
اس کا مقصد حکمران طبقہ کے مخصوص نقطۂ نظر کی تائید ہوتا ہے۔

تاجپوش اپنی حمائت میں استعماری عصبیت پیدا کرنے کے لئے ضمیر فروش مورّخوں اور قصیدہ گو صحافیوں کو خریدتے چلے آرہے ہیں ان نام نہاد مورّخوں کی لکھی ہوئی کتابیں بے ربط حوادث اور پیچیدہ واقعات کا ایک بے معنی انبار ہوتی ہے خریدنے والے تو بازاروں میں پھرتے ہیں بکنے والوں کو تو احساس ہونا چاہیئے ۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اِمتحان

ایک غیر تخلیقی معاشرہ نمک کی کان ہوتا ہے۔ جو ادیبوں کے لئے کڑے امتحان کی حیثیت رکھتا ہے ایسے مُعاشرے میں اُن کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ وُہ دوہرے کرب کی گرفت میں رہتے ہیں اور اُنھیں ایک ہی وقت میں دو محاذوں پر لڑنا پڑتا ہے۔ ایک تو وُہ بے عمل مُعاشرے کے دوزخ میں زندگی گذارتے ہیں اور دُوسری طرف اُنھیں اپنی تخلیقی عمل کو برقرار رکھنے کے لئے جدّوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اپنی تحریروں کو زندہ اور توانا رکھنا پڑتا ہے۔ ایسا وقت ادیب کے لئے بڑے صبر اور اِمتحان کا ہوتا ہے۔

ہمیں چاہیئے کہ

ہم اِس صبر آزما ماحول سے مُسکراتے

ہُوئے نکلیں:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ویران سوچیں

مَیں چیختا چلاتا اپنے ویران گھر کے احاطے سے باہر نکل گیا۔
سڑکیں سنسان، مکانوں کی کھڑکیاں، کوٹھیوں کے پھاٹک بند، دُور کہیں سے دُھوآں اُٹھ رہا تھا، کُتے کبھی کبھار بھونکتے تو معلوم ہوتا کہ شہر "یہ گولی کہاں چلی" (مَیں چیخا)، "خاموش"، (میری آواز کی بازگشت مجھے سُنائی دی)۔ آج شہر پر بھوتوں کا تسلّط ہے۔ ہر چوراہے میں بلائیں کھڑی ہیں (کُتے رو رہے تھے)، بڑھو مَیں کہتا ہُوں بڑھو۔ تمہارے بچّے کی لاش تھوڑے فاصلے پر شاید تمہیں مِل جائے مَیں نے درختوں سے پُوچھا۔ وہی سیدھی سڑک کے کناروں پر کھڑے مانوس سے درخت جنہیں مَیں روز دیکھتا ہُوں۔ خاموش (مگر جن سے بات کرنے کا موقع مجھے نہیں مِلا) کیا تُم نے مجھے کہیں دیکھا ہے (کِسی نے جواب نہ دیا) مَیں اپنے آپ کو تلاش کر رہا ہوں (کِسی نے سَر کو جُنبش نہ دی)۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہجرت

ہجوم میں ہر قماش اور ہر حلیے کا آدمی موجود تھا، ایسے لوگ بھی تھے جو ڈھیرے سے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے اور اپنے وجود کو بچالانے کو ایک کارنامہ سمجھتے تھے۔ ایسے لوگ بھی تھے جو گھروں میں جھاڑو دے کر آئے تھے اور ہاتھ مل رہے تھے کہ وہ بھرے گھر چھوڑ آئے بعض لوگوں کو اپنا وجود بھی بار گذر رہا تھا اور بعض لوگ بال بچوں کے ساتھ ساتھ کبوتروں سے بھری ہوئی کابکیں اور ٹاپوں میں بند مرغیاں بھی ہمراہ لائے تھے۔ بعض قلندر مزاج سارے گھر پر لات مار کر کبوتروں کی کابک سر پر رکھ اسٹیشن آپہنچے تھے۔ بلّو غریب پیٹ سے تھی اپنا آپا سنبھالتی یا سامان باندھتی۔ اِس کے ہاتھ میں بس ایک پوٹلی تھی۔ البتہ حمید ڈاکیئے نے ضروری چیزوں سے ٹرنک بھر لیا تھا۔ نوابن صرف ایک گٹھڑی بغل میں مار لائی تھی۔ ہاتھ میں طوطے کا پنجرا تھا۔ حق صاحب چار ٹرنک ایک شوٹ کیس اور ایک بستر ہمراہ لا سکتے تھے۔ اُنہیں اِس موقعہ پر اہلیہ مرحومہ رہ رہ کر یاد آئیں وہ ہوتیں تو تھوڑا بہت سامان اور ساتھ لے آتے۔ نمبردار نے بیٹی، نقدی اور زیور تینوں چیزوں کو بذریعہ ہوائی جہاز بھیجنے کا تہیہ کیا تھا۔ اِس سے بیٹی کی عصمت کی حفاظت کے سوا کچھ اور مقصود نہ تھا ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عیّار

سَرمایہ دار کتنا ہوشیار ہوتا ہے وُہ ہر لمحہ سوچتا ہے کہ عوام کو کس ڈھنگ سے قابُو کرے۔ مَیں ایک ایسے ہی سیٹھ کو جانتا ہُوں۔ جو انتخاب کے موقعہ پر کانگرس، کمیونسٹ اور دیگر سیاسی پارٹیوں کو کھُلے دِل سے چندہ دیتا ہے۔ پڑھا، لکھا ہونے کے کارن اُن سے تبادلۂ خیال کرتا ہے۔ اب کوئی بھی جماعت برسرِ اقتدار آئے وُہ سَب کا دوست ہے وُہ سیکولر بھی ہے اور مذہب پرست بھی! مَیں جب کبھی اُن سے مِلتا ہُوں۔ وُہ مُجھے کہتا ہے کہ تُم فرقہ پرست ہو، دیش کا خیال کیا کرو۔ کانگرس کی مخالفت بے معنی ہے۔ مَیں اُسے کیا جواب دوں ؟

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

احساسِ جرأت

دماغی تربیت، آزادی، کا واحد ذریعہ نہیں۔
قلبی جرأت کی بھی ضرورت ہے۔ فلسفہ قوتِ عمل اور طاقت کے اظہار کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ اصل چیز طاقت ہے جو دماغ میں نہیں، دِل میں نشیمن رکھتی ہے۔ اکثر فلاسفر دماغی ابہام میں قلبی جرأت کھو بیٹھتے ہیں۔ جو قومیں طاقت پالیتی ہیں تو دماغ کی راہیں خود بخود کشادہ ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور سیاسی غلبہ معاشرتی، ارتقائی، ذہنی، فکری ترقی کے لئے دلیل راہ بن جاتی ہے ؞

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تضاد

ہر دَور میں برادرانِ یُوسف ہوتے ہیں، جو اپنے بھائیؑ کو
کنوئیں میں دھکیل دیتے ہیں، موت کے اندھے کنوئیں میں! پھانسی کے اندھے
کنوئیں میں!
کچھ بچ نکلتے ہیں۔ لیکن بیشتر مارے جاتے ہیں۔
اِنسان کو اِنسان کا غم و اندوہ اِتنا محسُوس نہیں ہوتا، جِتنا پرندوں، جانوروں کو،
اِنسان دُوسروں کو موت کے مُنہ میں دھکیل کر اطمینان سے زِندہ رہتے ہیں۔
لیکن :۔
یہ جانور اپنے دوست اِنسان سے آخری دَم تک نبھاتے ہیں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

روزِ اوّل سے

خُدا نے دُنیا بنائی اور پھر اِنسان کو اپنی شبیہ پر تخلیق کیا، شجرِ حیات کا پھل کھانے اور شیطان کے ورغلانے پر آدم و حوّا باغِ عدن سے زمین پر پھینک دیئے گئے اور پھر اِس خاکی کُرّے پر آدم و حوّا کے یہاں پہلا بیٹا یعنی پہلی اولاد نے جنم لیا۔ پہلا خاکی اور زمینی اِنسان پیدا ہُوا اور وُہ کتابِ مقدس کی زبان میں قائن تھا، جو حرفِ عام میں قابیل کہلاتا ہے۔ رُوئے زمین پر پیدا ہونے والا پہلا فرد قاتل تھا۔ اُس نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔

دیکھنا یہ ہے کہ خُود خدا نے رُوئے زمین پر اِس اِنسان کو کیا سزا دی؟ جس نے ایک دُوسرے اِنسان اور اپنے بھائی کا خُون پہلی بار زمین پر بہایا تھا:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تب اور اب

ہمارے ایک نیکدل رفیق اکثر کہا کرتے ہیں کہ سماج میں کچھ پالینا ہی بڑی غنیمت ہے۔ جو کچھ پالیتا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھو جاتا ہے۔

اپنے چاروں طرف لوگوں کو دیکھئے، جب تک کسمپرسی کی حالت میں رہتے ہیں ان میں ایک قوت ہوتی ہے۔ ان میں سے کچھ دانشور بن جاتے ہیں، کچھ اپنی قلندری پر فخر کرتے ہیں، کچھ قومی کاموں میں جی لگا لیتے ہیں، کچھ لکھنے پڑھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ لیکن جس روز جوتے اور ٹائی میں تبدیلی آئی۔ قلندری، دانشوری، قوم پرستی، علم دوستی سب ٹھکانے لگ جاتی ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

منزلیں

پسماندہ عوام کو اگر سماجی منزلوں کا ہم نوا بنانا ہے اور اُن کے حصول کے لئے اُن میں جوش و خروش پیدا کرنا ہے تو یہ ناگزیر ہے کہ یہ منزلیں اِتنی واضح ہوں کہ سب کی سمجھ میں صاف آجائیں اور اِتنی نہ بدلنے والی ہوں کہ ذہنوں میں اِنتشار نہ پیدا ہونے دیں۔ یہ اُسی وقت مُمکن ہے جب حکُومت مطلق العنان ہو۔ جمہُوریت کی اساس چُونکہ کشمکش اور سمجھوتے بازی ہے اس لِیئے یہ منزلوں کو دھندلانے اور حکُومتوں کو بار بار بدلنے کا سبب بن جاتی ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ضمیر

ادیب کی صداقت کا سب سے بڑا امتحان یہ ہے کہ وہ ضمیر کی لڑائیوں میں سامنے آئے اور کھُل کر بدی کا مقابلہ کرے اگرچہ فضا میں گھٹن ہے۔ حالات سازگار نہیں ہمارا معاشرہ سچائی سے گریز کرتا ہے۔ لیکن اِس تاریک ماحول سے بد دِل ہوکر ہتھیار پھینک دینا بُزدِلی ہوگا۔ ہاں ادیب کو تو چاہیئے کہ وہ اپنی ضمیر کو پہلے سے بھی زیادہ بلند رکھے اور انسانی دُکھ درد کی کسک کو محسوس کرے۔ قلم تو ادیب کی تلوار ہے اور تلوار کو سنبھالنا اُس کا فرضِ اوّلیں ہے ؎

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

خلوص

اِنسان کی فلاح اور کرّۂ ارض کی بقا، بقائے باہمی کے اصُولوں پر چلنے، ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کرنے اور آپس میں رواداری اور محبت سے زندگی بسر کرنے میں ہے، نفرت ایک مُہلک اور خانماں برباد جذبہ ہے۔ محبّت ایک مُثبت، فعال اور خلاق طاقت ہے جو زندگی کو بالیدگی، آسودگی، توانائی اور تروتازگی عطا کرتی ہے۔ فکر وفن، علم وہُنر اور شعر و سائنس اِنسانیت کی مُشترکہ میراث ہے۔ بلا کِسی زغدغے اور وسوسے سے جی بھر کر اِن۔ ہمتمتع ہونا چاہیئے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کچھ نہ کیا

کبھی کبھی مَیں پیچھے مُڑ کر دیکھتا ہُوں۔ کتنی طویل زندگی خوابوں، خواہشوں اور خیالوں میں گذر گئی۔ کتنی ہی آرزوئیں تھیں جو ناتمام رہ گئیں۔ کتنے ہی نقش تھے جو اُجاگر نہ ہو سکے، کتنے لفظ اَن کہے رہ گئے۔ کیسے کیسے لمحے ہاتھوں سے پھسل کر رہ گئے کتنے ہی دِن بیکار بیت گئے اور کتنے سُورج بے سبب ڈُوب گئے۔ مگر اِس لمبی فانی زِندگی میں کچھ جاگتی سوچتی ہُوئی راتیں بھی ہیں۔ اگر مُجھے خُود ستائی کے لِئے مُعاف کِیا جائے تو کچھ جگمگاتے ہُوئے لمحے بھی اور وُہ لمحات وُہ ہیں جب مَیں دُوسروں کے لِئے سوچتا ہُوں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نیک نامی

سب سے بڑی خرابی ہماری خود پسندی اور خود پرستی ہے۔ خلوص نیت اور اخلاص عمل تقریباً مفقود ہے۔ ہم اگر کوئی اچھا کام کرتے بھی ہیں، تو وہ خدا ترسی یا جذبۂ خدمت سے سرشار ہو کر نہیں کرتے بلکہ اس لئے کرتے ہیں کہ اس سے ہماری نیک نامی اور شہرت میں اضافہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سماج میں اگرچہ کئی اچھے کام ہو رہے ہیں لیکن چونکہ ان کے پیچھے نیت کا خلوص کارفرما نہیں۔ اس لئے وہ نہ ہمارے سماج کے لئے سود مند ثابت ہوئے ہیں اور نہ ہی ان سے ہماری عملی زندگی میں کوئی خوشگوار انقلاب رونما ہو رہا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

افلاس

ہاں، غریب کا دِل کیا کہوں؟

آنسوؤں سے لبریز۔ چاندنی میں چمکنے والے مرمریں مزار کی طرح سپید بے رنگ غریبوں کی کمر۔

کھپریلے مکانوں سے زیادہ شکستہ اور برباد

غریبوں کے ہاتھ

خزاں دیدہ پتّوں کی طرح زرد اور ناطاقت

غریبوں کی آنکھیں

خمیدہ اور غمناک، طوفان کی آمد سے گھبرائے ہوئے ریوڑ کی طرح سراسیمہ غریبوں کی زندگی۔

غریبوں کے دل، غریبوں کی کمر، غریبوں کے ہاتھ اور آنکھوں کی بنائی ہوئی عمارت!

اِس سورج اور چاند سے درخشاں دُنیا میں ایک تاریک غار سے زیادہ بھیانک!

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جھوٹ اور سچ

ہم جوان ہیں۔

ہمیں زندگی سے محبت ہے۔

ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔

ہم ہیرو یا شہید بننا نہیں چاہتے۔ جوانی میں موت کسے اچھی لگتی ہے؟ ہم تو اپنے دونوں بیٹوں رابی اور مائیکل کو پال پوس کر اپنی آنکھوں کے سامنے جوان ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہماری زندگی کا ہر لمحہ ہم سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم اپنے بچوں سے جا ملیں۔ لیکن جو جرم ... ہم نے کیا ہی نہیں اُس کا اعتراف کیوں کریں۔ ہم جانتے ہیں کہ اگر ہم ناکردہ گناہ کو تسلیم کرلیں تو ہم پر زندگی کے دروازے کھل سکتے ہیں لیکن ہم بے گناہ ہیں۔ ہم سچے ہیں اور سچائی کو چھوڑ نہیں سکتے اِس سچائی کے سامنے ہماری زندگی اور اُس کے تقاضے اور ہماری آرزوئیں بے وقت اور حقیر ہو جاتی ہیں۔

(روزنبرگ جوڑے کے آخری الفاظ)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

برداشت

"ظلم" اِس لئے ہے کہ اِسے سہنے والے موجود ہیں۔
"جبر" اِس لئے ہے کہ جابر کے ہاتھ توڑنے والا کوئی نہیں۔
اِنسان ظلم سہتا چلا آیا ہے۔
جبر کی داستانیں اپنے خُون میں انگلیاں ڈبو کر رقم کرتا رہا ہے۔ ٹوٹ کر بکھرنا اور اپنے لخت لخت کو دوبارہ جمع کرنا اِس کی سرشت میں ہے۔ اِنسان اگر اشرف المخلوقات ہے تو بلاوجہ نہیں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

حق وصداقت

جب سے دُنیا وجُود میں آئی ہے حق و باطل ساتھ ساتھ چلتے آرہے ہیں۔ جن جوانمردوں نے حق کے لئے علم بلند کیا وہ وقتی حکومت کے معتوب ٹھہرے۔ قید و بند کی سختیاں اُن کے مقدّر میں لکھ دی گئیں۔ آرام وعیش کے دروازے اُن پر بند کر دیئے گئے۔ آہنی سلاخوں کے پیچھے بند کر کے اُن کا رابطۂ زندگی توڑ دیا گیا۔ مگر وُہ حکومت ختم ہو گئی۔ اُس کے حکمران ڈھونڈتے سے نہیں ملتے لیکن حق کے پرستار آج بھی سچائی کا پرچم تھامے نعرۂ حُریّت بلند کر رہے ہیں۔ اُن کی زندگی تاقیامت روشنی دیتی رہے گی اور آنے والی نسلیں اُن کی پیروی کرتی رہیں گی ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

حق کا ساتھ

مَیں جانبدار بھی نہیں ہُوں۔

اور کسی جماعت سے تعلق بھی نہیں رکھتا۔

ہاں اِس جماعت سے تعلق ضرُور رکھتا ہُوں، جِس کا وجُود ہم میں نہیں ہے۔

لیکن اپنی اِنفرادی سطح پر ادب اور اِنسانی تاریخ کے ایک طالبعلم اور معمُولی سے لِکھنے والے کی حیثیّت سے مَیں اپنے آپ کو معرُوضی حالات کے سپُرد کرتا ہُوں اور

"حق کا ساتھ دیتا ہُوں"

"بے اِنصافی کے خلاف بولتا ہُوں"

چاہے اِس کے لِئے کِتنی سزا مِلے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہمّت

بہرحال جو کچھ ہونا تھا وُہ ہوگیا اب اِس کی تلافی اِسی صُورت میں ہوسکتی ہے کہ تُم سب فوراً سے پیشتر اپنے آپ کو بدل دو ، اپنی عادتوں کو بدل لو ، اپنی سوچ اور فِکر کو بَدل دو کہ زمانہ بدل گیا ہے ، حالات بدل گئے ہیں ۔ ہمارے معاشرے میں سچائی اور اچھائی ہی پھل پھُول سکے گی ، پنپ سکے گی ۔ بُرائی نہیں ۔ اگر ہم از سرِ نَو اپنے آپ کو ترتیب دے لیں تو ماضی پر شرمندگی نہ ہوگی ۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

راز

موت برحق ہے تو پھر ——————
—————— اِس سے خوف بے معنی ہے۔
موت تو ایک تبدیلی ہے ——————
نئی زِندگی کا راز موت میں پنہاں ہے۔

—————— اِس راز کا افشا ہونا
—————— بہت ضروری ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

حُسنِ عمل

اِنسان کا سَب سے قیمتی سرمایہ اِس کے اعمال ہیں۔ اعمال ہی اِس کی بلندی وپستی، اُس کی ترقّی وتنزلی اِس کی مقبولیّت کا دار و مدار ہے۔ اعمال ہی اِنسان کو بامِ عرُوج پر لے جاتے ہیں اور اعمال ہی اِس کی ذِلّت وتباہی کے گڑھے میں پہنچا دیتے ہیں۔ اِسی طرح اجتماعی زِندگی کا حال ہے۔ اگر کِسی قوم کے افراد کی اکثریت حُسنِ عمل کی سرمایہ دار ہوگی۔ تو وُہ قوم ترقّی و عرُوج کی بلندیوں کو چھُو لے گی۔

جِس قوم کے افراد حُسنِ عمل سے محرُوم ہوں گے وُہ ترقّی کی بجائے تنزّل کی طرف جائے گی یہ وُہ بات ہے جِس کو علومِ عمُرانی کے ماہر بھی تسلیم کرتے ہیں اور جِس کی گواہی میں تاریخ کے اوراق بھی صَف باندھے کھڑے ہیں:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سچائی

میری آنکھیں اِن تازہ کِھلے ہُوئے پھُولوں سے کِس طرح خُوشی حاصل کر سکتی ہیں۔ میرا دِل، میری رُوح، چمن کی رنگینیوں سے اَور بُلبل کے نغمے سے کیوں کر متاثر ہو سکتی ہے۔ جبکہ میرے دِل و دماغ میں اِن مُرجھائے ہُوئے پھُولوں کی خُوشبُو ابھی تک بسی ہُوئی ہے، اِن کی یاد میرے دِل سے کسی صُورت بھی نہیں جاتی، جو کل مُرجھا چُکے ہیں ٭

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

طریقہ

اگر ایک آدمی دولت کے پیچھے بھاگتا ہے تو اُسے حریص کہہ کر پکارتے ہیں
اگر کوئی اُسے جمع رکھتا ہے تو سرمایہ دار کہلاتا ہے۔ جو خرچ کر دیتا ہے،
اُسے فضول خرچ کوتاہ اندیش کا نام دیتے ہیں۔ جو اُسے پا نہیں سکتا
وُہ نکمّا اور کام چور بن جاتا ہے۔ جو اُسے حاصل کرنے کی تمنّا نہیں رکھتا وُہ مُردہ
دِل اور زندگی سے دُور سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی اِسے محنت کِئے بغیر پاتا ہے تو
وُہ معاشرے کا ناسُور کہلاتا ہے۔ اور جو خُون پسینہ ایک کر کے روپیہ کماتا ہے
وُہ احمق زِندگی کا لُطف اُٹھانے سے محرُوم سمجھا جاتا ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

زیر و زبر

زِندگی کبھی رَنج و اَلم میں اور کبھی لاانتہا مُسرّتوں میں بسر ہوتی ہے۔ صُبح و شام شفقِ اُفق کی سُنہری بستیاں آباد کرتی ہے۔ آفتاب کا طلُوع و غرُوب اِن بستیوں کو نہائت بیدردی کے ساتھ برباد کر دیتا ہے۔

مَوت غریبوں سے پہلے امیروں پر اور گُنہگاروں سے پہلے نیکوں پر اپنا دستِ قضا دراز کرتی ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

غلطی، تھکاوٹ

غضبناک اور خشمگیں لوگوں نے " وانگو " پر لعنت ، ملامت کی بوچھاڑ کر دی۔ تم بالکل ہی بے حقیقت اور نکمّے آدمی ہو اور تمہاری ذات سے لوگوں کو نقصان پہنچا ہے۔ تم نے ہمیں یہاں لاکر تھکا مارا اور اِس کی سزا میں تم مرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔

" تم نے ہی تو کہا تھا کہ ہماری مدد کرد۔ سوئیں نے تمہاری رہبری کی "،
وانگو ، اِن کے رُوبرو ہونے کیلئے مُڑ کر چیخا :-

" مجھ میں تمہیں راستے دکھانے کی ہمّت تھی ، سوئیں نے اِس کا بیڑہ اُٹھا لیا ، لیکن تم ؟ تم نے خُود اپنی مدد کرنے کے لیئے اُنگلی بھی ہلائی ، تم نے میرے پیچھے پیچھے چلنے کے سِوا کچھ اور بھی کیا ! تمہیں تو زیادہ طویل سفر کے لئے اپنی طاقت کو قائم رکھنے کی بھی توفیق نہیں ہوئی۔ بھیڑوں کے گلے کی طرح میرے پیچھے پیچھے چلتے رہے اور بس ! "،
اِس کے اِن الفاظ نے اُنہیں اور زیادہ مُشتعِل کر دیا۔
تمہیں مرنا ہے . . . تمہیں مرنا ہے ! اور پھر اُسے مار کر ہی دم لیا :

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تنہائی

مَیں اِس سے باخبر ہُوں کہ شمع تمام شب جلتی رہی ہے۔ ساقی تمام رات ساغر و مینا لئے بیٹھا رہا ہے مگر مَیں بادہ نوشی کِس طرح کر سکتا ہُوں اور کیونکر مصروفِ عیش ہو سکتا ہوں جبکہ اور کوئی حریفِ بادہ نہیں رہا۔ سب احباب ایک ایک کر کے رُخصت ہو چکے ہیں۔ مجھے دُوسروں کے مصائب کا احساس ہے مَیں سینہ میں متاثر ہونے والا دِل اور دیکھنے والی آنکھیں رکھتا ہُوں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

امن بھی ——— اور ——— جنگ بھی

جنگ، ایک خطرناک اور بہت مہنگا سودا
ہے، جنگ، مسائل حل کرنے کی بجائے
مسائل پیدا کرتی ہے۔ اِس کا اطلاق
فاتح اور مفتوح دونوں پر ہوتا ہے۔

جنگ ایک غیر واضح اور پُر خطر طریق کار ہے۔ جنگ کی صعوبتوں کو آسان گردانے کے عمل کو سعیٔ لاحاصل کہا جا سکتا ہے۔ جنگ میں لوگ قتل کیے جاتے ہیں، عورتوں کی عزّت محفوظ نہیں رہتی۔ املاک تباہ ہو جاتی ہیں اور بچّے لولے لنگڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسا میں نے بچشمِ خود دیکھا ہے۔ لیکن جنگ کے بغیر چارہ نہیں۔ جب دشمن سرزمینِ وطن کو، اپنے ناپاک وجود سے لتاڑنے کی کوشش کرے، جب دشمن ہماری سالمیت اور آزادی کو للکارے اور جب دشمن سے ملک کا دفاع مقصود ہو تو جنگ لڑنا ایک فرض ہے۔ ایسی جنگ میں شریک ہونا بلند مقدر ہوتا ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

حُسنِ معصُوم

سحر سے پہلے عروسِ شب دِن کی آغوش سے بچنے کے لئے اُوپر ہی اُوپر اُڑی جا رہی تھی۔ اُس کی پازیب انار کی اُونچی ٹہنی سے اُلجھ کر ٹوٹ گئی ہے۔

پازیب کے تمام روپہلی موتی بکھر گئے ہیں۔

پھُولوں نے اپنی کٹوریاں موتیوں سے بھر لی ہیں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سکُونِ دِل

اگر آپ حقیقی زندگی کے مسائل سے بُری طرح گھبرا گئے ہوں اور اِن مسائل نے آپ کو ذہنی طور پر مفلوج سا کر رکھا ہو اور آپ کو راہِ نجات دکھائی نہ دے رہی ہو۔ تو ایسے دُشوار گذار لمحات میں اگر آپ کو فرار پر مبنی خیالات گھیرے میں لے رکھیں تو یہ خیالات آپ کے لئے حیرت انگیز حد تک معالجاتی ثابت ہو سکتے ہیں۔

ذہنی طور پر اضطرابیت سے نجات
ہی مسائل سے نپٹنے کا ایک اچھا
اور شاندار پُر سکُون راستہ ہے۔

اور پھر میں سمجھتا ہوں کہ مصائب و جبر کو طرح دے کر ایک طرف ہو جانا ہی بڑی غنیمت ہے۔ وقت کی بات ہے۔ وقت نکل جانے دیجئے، سکُون خُود بخُود ہو جائے گا ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پاگلپن

جب علم و نظر اور فکر و مصروف کو یہ مرحلہ جانکنی پیش آجائے۔ خوشامد کا بول بالا ہو اور حکمت و دانائی احمقوں کے گھرانے میں چلی جائے اور وہ اپنے دماغ کی علالت کو صحت کا نام دینے لگیں۔ علم کے مالک جاہل، ادب کے اجارہ دار گھاؤ دی، سیاست کے متولی کاسہ لیس اور مذہب کے مسند نشین بکاؤ ہو جائیں، تو اِس فضا میں اچھے انسان کا پاگل ہو کر ناچنا بھی عین عبادت ہے اور نہیں تو اِس سے خُدا کا غصہ ہی ٹھنڈا ہوتا ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

محض فانی

کم فہمی کی وجہ سے اِنسان بسا اوقات اپنی محبت کا رُخ اِس زندہ جاوید ہستی کی بجائے اِنسانی وجُودوں کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں کی طرف پھیر دیتا ہے مثلاً عام طور پر اِنسان کے دِل میں اولاد کیلئے جو محبّت بھری ہوتی ہے۔ وُہ اِن چھوٹے چھوٹے خُوبصورت اجسام کے لِئے نہیں ہے جِن کو ہم "بچّے" کہتے ہیں۔ وُہ وُہ اُمڈتی ہُوئی محبّت تو اِس پاکیزگی، معصُومیّت اور اُٹھتی ہُوئی زندگی کے لِئے ہے، جو بچّوں کے وجُود میں چمک رہی ہے اور جِس کا اصل خُود خُدا ہے۔ اگر آپ آنکھیں بند کر کے اپنی محبّت کا مرکز محض بچّوں کا اجسام بنائیں گے اور ایک نہ ایک دِن جب اِن میں سے کوئی جِسم دُنیا سے اُٹھ جائے گا۔ تو آپ کو اِس کی جُدائی سے دُکھ پہنچے گا۔ البتہ اِس دُکھ سے آپ کی آنکھیں کھُل جائینگی، آپ کو پتہ چل جائے گا۔ کہ اگر آپ اپنی محبّت فِطری جذبے کو محض فانی اجسام کے لئے وقف کر دیں گے تو بالآخر آپ کو اذیّت اور پریشانی سے سامنا ہوگا۔ اِس لِئے محبّت کی یہ دولت ہمیں اُس بلند و برتر ہستی کو نذر کر دینا چاہیئے جو نہ کبھی مرتی ہے اور نہ جِس میں کوئی تغیّر آتا ہے:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مشاہدہ

اگرچہ مَیں جانتا ہوں کہ ایک خاص عمُر کے بعد اِنسان بُنیادی طور پر اپنے آپ کو بَدل نہیں سکتا اور اپنی اصلاح کے بارے میں زیادہ خُوش فہمی فضُول ہے لیکن یہ بھی ہے کہ جب تک کڑی آزمائشوں سے گذُرنا نہ پڑے اپنی ذات کے جھُوٹ سچ کا پتہ ہی نہیں چلتا، نہ اپنی اصلی شخصیّت اور اُس شخصیّت کے درمیان فرق واضح ہوتا ہے جو دکھاوے کیلئے آدمی دُنیا کے سامنے پیش کرتا ہے:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مِٹّی کی خوشبو

کِسان ہل چلا کر دھرتی کا مُنہ کھول دے
اگلے روز اُس پر بارش ہو جائے اُس میں
جو سوندھی سوندھی خوشبو نکلتی ہے
اُس خوشبو کے لئے شاید فرشتے بھی بیقرار ہوں
مجھے اُس خوشبو کی بہت جستجو رہتی ہے
اگر ایسا موقعہ مِل جائے تو زہے قسمت!

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تلاشِ مُسرّت

اِنسان تکالیف اور مُصیبتوں کی آماجگاہ ہے۔
اِس کی مصیبتیں حقیقی ہوتی ہیں اور مُسرّتیں محض خیالات!
مُسّرت ایک گُناہ ہے اور گُناہ ایک مُسرّت!
سچّی مسرّت وُہ ہے جو اِنسان کو دُکھ جھیلنے اور تکالیف اُٹھانے کے بعد حاصل ہو، یعنی جس کی قیمت وُہ پیشگی ادا کر چُکا ہو۔
سچّی مُسرّت حاصل کرنے کی خاطر یہ معلُوم کرنے کی سعی کریں کہ مُسرّتیں ترک کیسے کی جا سکتی ہیں:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

وطن کے سپاہی

وُہ منظر کتنا خُوبصورت اور جانگداز تھا جب آصل ادتاڑ کے موڑ پر وطن کے جانباز، سرفروش، خاک و خُون میں لتھڑے ہُوئے چہروں سے، عقابی نظروں سے، دُشمن کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اُن پر جھپٹ پڑے تھے۔ اُن میں سے اکثر کے بازُو گولیوں سے چھلنی ہو چُکے تھے۔ اکثر کی پیشانیاں خُون میں نہلا گئی تھیں اور اکثر مُضمحل سے ہو چُکے تھے
کاش میں جب مروں تو مجھے ایسی جگہ نذرِ آتش کیا جائے جہاں اِن سرفروشوں کے چند قطرہ ہائے خُون گرے ہوں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اِنفرادیّت

دُنیا کی تمام مُصیبتوں کا واحد سبب یہ ہے کہ ہم خُود کو اِنفرادی یا مجموعی طور پر محدود کر لیتے ہیں، اپنی اپنی ایک علیٰحدہ راہ اختیار کر لیتے ہیں اور یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ شاید اِس سے مصائب ختم ہو جائیں گی۔ در اصل ہم دُوسرے غمزدہ دوستوں کو فراموش کر کے خُود کو اِن سے الگ کر لیتے ہیں۔ اِس طرح اُن کی حمائت تو ایک طرف اُن سے ہمدردی کرنا بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ تو پھر بھلا ہماری ذات دُکھوں سے کیسے نجات پائے گی؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نا آشنائی

مَیں نے اپنے وجُود کے دروازے پر "نا آشنائی" کی تختی لگا رکھی ہے۔ تنہائی قطرہ قطرہ مجھے پی رہی ہے۔ لیکن اِس کے باوجُود یہ تِشنہ ہے کہ اِسی عالم میں اپنے وجُود کے لمبے راستے پر چلتے چلتے ایک اندھیرے موڑ پر مجھے چاندنی نظر آئی۔ مَیں نے اپنی اِس غیر متوقع خُوشی میں اپنے اِردگرد دیکھا تو اپنے آپ کو دھیمی روشنیوں کے درمیان کھڑا ہُوا پایا۔ اندھیروں میں رہتے ہُوئے اِس اچانک مدہم مدہم روشنی پر مجھے اس وقت خُوشی سے زیادہ حیرانی تھی۔ خُود سے زیادہ اپنی قِسمت پر ! کیونکہ قِسمت بھی تو ایک اندھیرا غار ہی ہوتی ہے۔ مَیں نے یقین نہ آنے والی کیفیت اپنی آنکھوں میں بھر کر اِسے دیکھا تو وُہ افسردہ نظر آئی۔ روشنی اداسی کے اندھیرے کا لباس پہنے اِس شہر میں نکل آئی تھی۔ مجھے اُس لمحے یوں محسُوس ہُوا جیسے میرے اندر کوئی دِھیرے دِھیرے رو رہا ہو اور اُس کے آنسو میری رُوح پر گِر رہے ہوں۔ یہ اجنبی نہیں کوئی آشنا ہی معلُوم ہوتا تھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

"دُکھ تو اپنا ساتھی ہے"

مہاتما بُدھ نے کہا تھا دُنیا دُکھوں کا گھر ہے۔ اِس نے یقیناً سچ کہا تھا۔ یہ دُکھ ہمارے اِرد گرد پھیلے پڑے ہیں، ہم کہیں چلے جائیں، دُکھ ہمارا ساتھ نہیں چھوڑتے، کائنات کے کسی گوشے میں جا چھپیں، دُکھ ہمیں پا ہی لیتے ہیں۔ دُکھ ہمارے وفادار ساتھی ہیں اور موت وُہ رحیم شفقت ہے جو دُنیا کے تمام دُکھوں سے چھڑا کر اپنی آغوش میں سمیٹ لیتی ہیں۔ اور اب نجات کا وقت آگیا ہے اور دُکھوں کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے۔ اور مَیں! جو اپنے دُکھ بھولنے اِس ویرانے میں آیا تھا۔ بہت پُرانے دُکھ اپنی تار تار جھولی میں سمیٹے یہاں سے جا رہا ہُوں۔ میری رُخصت کا لمحہ قریب آچکا ہے اور مَیں جانتا ہُوں کہ میری وراثت کا بے نام ثمر تمہاری گود میں ہو گا۔ وہاں! کہیں بھی دُکھ سے مُفر نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ دُکھوں کو گلے لگا کر جیتے جاؤ۔ بس یہی حیات کا راز ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

غور و فکر

زندگی اِس رُومان سے بہت مختلف ہے، جِسے ہم آغوشِ تخیّل میں پالتے ہیں۔ اِس کے جمال کی رعنائیاں دِلفریب ہیں۔ مگر اُس تک پہنچنے کی راہیں بہت کٹھن اور سنگلاخ۔ اِس خون آشام حُسن کی قُربانگاہ پر اپنے ماحول کی ہزاروں دلچسپیوں کو بھینٹ چڑھانا پڑتا ہے۔ کیف و سُرور کے مدہوش لمحوں میں ہمیں زندگی رنگین نظر آتی ہے۔ شعر و نغمہ اور رنگ و نوُر کی ڈوبتی اُبھرتی لہروں میں زِندگی کی دلکشی کتنی بڑھ جاتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں یہ نشاط، نشاطِ جاوید ہے۔ اِس مسرت کو زوال نہیں یہ عشرت کے ہنگامِ جلیل، یہ گرد و پیش، یہ توسِ قزاح کے رنگوں سے معمُور فضا ہمیشہ اِسی خوابِ فسوں ساز میں بسی رہے گی۔ مگر اچانک یہ سپنا ختم ہو جاتا ہے اور ہم چونک پڑتے ہیں۔ یہ کیفیت، یہ فراری رُجحان' اصل میں خودی کی نامحکمی اور سیرت و کردار کے ادھورے پن کی علامت ہے، جو ہمارے فِکر و عمل پر اکثر بہت ہی ناخوشگوار طور پر اثر انداز ہوتی ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

رازِ حقیقت

مَیں نے عُمر کا قیمتی حِصّہ اُن لوگوں میں گذار دیا
جو احساسِ زندگی سے عاری تھے
مَیں اُن لوگوں کو اپنا غمخوار سمجھتا رہا جن کو
غیروں کا تو کیا کبھی اپنا بھی غم نہ رہا
مَیں اُن رُفقا کا ہمسفر رہا جو راستے میں
ہی مجھے چھوڑ گئے۔
میرے تصورات کے محل اُس دِن ڈُھ گئے جب مَیں نے
دیکھا کہ میرے صحافی دوست جِن کا قلم فکر وتحقیق کا ایک
پیمانہ ہے۔جِن کا ایک ایک لفظ ہمارے معاشرہ کیلئے پیغام ہے
اَندر سے بِک چکے ہیں۔
مُجھے اَب یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ مَیں نے
زندگی کے ہر موڑ پر شکست کھائی ہے۔ لیکن مَیں
دِل برداشتہ نہیں۔
مجھے اَب بھی اُمید ہے کہ مَیں مُستقبِل میں شاید روشنی دیکھ سکوں
زندگی کے بقیہ لمحات کم ہیں۔ لیکن اگر ایک
لمحہ بھی خُود کو مطمئن پا سکوں تو مَیں
سمجھُوں گا کہ یہ ایک لمحہ ہی غموں کی طویل زِندگی
پر بھاری ہوگا۔
مَیں اِس ایک لمحہ کے لئے سربکف ہُوں۔
مَیں لوگوں کو سمجھاؤں گا کہ زندگی خُوبصورت ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اِس کا احساس کرو۔
مَیں اپنے نام نہاد غمخواروں سے کہوں گا کہ دُوسروں کا غم بانٹنا
ثواب ہے، نیکی ہے، خُدا کی حقیقی بندگی ہے۔
مَیں اُن رُفقا سے کہوں گا کہ کسی مُلتجی کو
راستہ میں تنہا نہ چھوڑیں وُہ تو محض تُم پر تکیہ رکھتا ہے۔
مَیں اپنے صحافی بھائیوں سے کہوں گا کہ تُمہارا قلم قوم کی امانت ہے
خُدا کے لِئے اِسے نہ بیچو۔
جب ایسا ہو گیا، جِس کی مجھے اُمّید ہے۔ پُوری اُمّید ہے۔
تو مَیں سمجھوں گا کہ مَیں نے رازِ حقیقی سمجھ لیا ہے
کاش وُہ لمحہ جلدی آئے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

خُودی

خُودی، کائنات کی ہر چیز کی شرطِ اوّل ہے۔ لیکن وُہ خُود مشروط نہیں ہو سکتی۔ خُودی سے ہر چیز کی تشکیل ہوتی ہے لیکن خُودی کی اپنی کوئی مخصُوص اور محدُود شکل نہیں جُونہی ہم اِسے جان لیتے ہیں ہمیں آزادی حاصل ہو جاتی ہے۔ فانی اِنسان کی حیثیت سے تو ہم آزاد ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ فنا پذیری اور آزادی ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں۔ آزاد فنا پذیری ایک متضاد اِصطلاح ہے، فنا کے معنی ہی تغیّر کے ہیں۔ برعکس اِس کے آزاد صِرف غیر متغیری ہو سکتا ہے اور وہی ہمارا اصَل جوَہر ہے ؛

تعمیر و تخریب

جہاں دیکھو، زندگی کے ہر شعبے میں دو زبردست متضاد طاقتیں کام کرتی نظر آتی ہیں۔ ایک طاقت سے عمل کا ظہور ہوتا ہے اور دوسری سے ردِ عمل کا، اِن طاقتوں کے عمل کا شعور نہ صرف حواس کی حدود کے اندر ہوتا ہے بلکہ ہمارے دماغی تصورات اور تخیلات کی عظیم وسعتوں میں بھی یہ دونوں متضاد طاقتیں کارفرما نظر آتی ہیں۔ اِن کے متواتر تضاد سے ایک طرف تو ہمارے گرد و نواح کے مختلف مناظر پیدا ہوتے ہیں اور دوسری طرف اِن سے ہماری دماغی کیفیات کا اظہار ہوتا ہے۔ عمل اور ردِ عمل کا یہ مسلسل کھیل خارجی اور داخلی دونوں دنیاؤں میں کھیلا جا رہا ہے۔ خارجی دنیا میں اِن دونوں مثبت اور منفی طاقتوں کا عمل کشش اور پسپائی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے کشش کی طاقت تعمیری ہوتی ہے اس کی خصوصیت ہے مرکز کی طرف رجوع کرنا اِس کے عمل سے یکجائی اور اجتماع کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ پسپائی کی طاقت تخریبی ہوتی ہے اِس کی خاصیت ہے، مرکز سے گریز کرنا، دور ہٹنا! اِس کے عمل سے اِنتشار ظہور پذیر ہوتا ہے۔ یہی طاقتیں جب داخلی دنیا میں رونما ہوتی ہیں تو اِن سے محبت اور نفرت اور نیکی اور بدی کے پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ قدرت کا یہ قانون ایسا ہے کہ کچھ چیزیں ہمیں اپنی طرف کھینچتی ہیں اور کچھ چیزوں سے ہم خود دور رہنا چاہتے ہیں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پاگلپن

اگر کوئی آدمی دُنیا کی قدروں سے اُوپر اُٹھ جاتا ہے اور دُنیاوی چیزوں سے دستبردار ہو جاتا ہے تو دُنیا ہمیشہ ایسے آدمی کو پاگل ہی کہتی آئی ہے۔ لیکن ایسے پاگل دُنیا کی پرواہ نہیں کرتے، ایسے پاگل ہی دُنیا کا حاصل ہیں، وُہی زندگی کو معنی بخشتے ہیں۔ اُنہی کی بدولت زندگی جینے کے قابل ہوتی ہے۔ اُنہی کے پاگلپن سے ہی وُہ عظیم الشان طاقتیں ظہُور میں آتی ہیں۔ جو ہماری دُنیا کی متحرک ہوتی ہیں اور جب تک یہ دُنیا قائم ہے۔ اِس پاگلپن کا یہ سِلسلہ جاری رہے گا۔ یہی تو تمام حرکت کا سبَب ہے، اِسی سے ہماری زِندگی ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جیل سے!

تُم سمجھتے ہو گے کہ مَیں جیل میں آکر آرام کر رہا ہُوں۔ حقیقتاً ایسا نہیں ہے یہاں آکر تو اَور بھی جاننے کا تجسّس رہتا ہے کہ باہر کے لوگ نہ جانے کیا کر رہے ہیں؟ ابھی کل ہی مُجھے پتہ لگا کہ اشیائے خوردنی بہت مہنگے بھاؤ بِک رہی ہیں اور کبھی کبھی اِس بات سے بھی تشویش ہوتی ہے کہ تمہیں ہمارے تصوّر سے زیادہ تنگدستی کا سامنا نہ ہو۔ مُصائب کے سیاہ بادلوں میں ایک سفید دھاری یہ بھی ہوتی ہے کہ اِس سے لوگ خوابِ غفلت سے جاگتے ہیں۔ لیکن اِس احساس سے فائدہ جب ہی ہوتا ہے کہ اِس سے کوئی مُثبت عمل پیدا ہو، ورنہ یہ احساس بیکار رونے پیٹنے میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ جیل خانے میں آدمی بالکل بے دست و پا ہوتا ہے۔ لیکن اِس لاچارگی کی وجہ سے اپنے ہم وطنوں کے دُکھ درد کا احساس اور بھی شدید ہو جاتا ہے اور کچھ احساسِ گناہ بھی، کہ ہم اُس سے الگ تھلگ بیٹھے ہیں۔ مَیں تمہارے دُکھوں میں برابر کا شریک ہُوں۔ لیکن مَیں بے بس ہُوں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جدّوجہد

تُم نے بلند کرداری اور کم ظرفی کا ذِکر کیا ہے۔ بلند کرداری یا اِنسانی عظمت کا منبع کوئی کوشش یا جدّوجہد نہیں ہوتی بلکہ وُہ افراد ہوتے ہیں، جو اِس میں حِصّہ لیتے ہیں۔ جِس طور سے وُہ اِس کا سامنا کرتے ہیں اور جو نیکی اور ایمان وُہ اپنے اعمال میں برتتے ہیں درد یا مصیبت یا جدّوجہد یا کشاکش میں بجائے خوُد کوئی عظمت یا نجابت نہیں ہے اِس میں عظمت اور بلندی کا عنصر اِس ہمّت، یقین، نیکی اور اِنسان دوستی سے پَیدا ہوتا ہے۔ جِس کا جدّوجہد میں مظاہرہ کیا جائے اور اگر تلخی یا خوُدغرضی یا کم ظرفی یا ڈر اور خوف کی وجہ سے جدّوجہد کرنے والے یہ عنصر میسّر نہ کر سکیں تو درد چیز ہے اور جدّوجہد محض تذلیل ہے۔ لازمی بات صِرف یہ ہے کہ اپنی ہمّت، محبّت اور نیکی میں فرق نہ آنے پائے اور اِنسان تلخی، کمینگی اور کم حوصلگی کا شکار نہ ہوجائے باقی سب غیر اہم ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اُمیّد

مَیں تُم سے دُور ہُوں، لیکن تمُہیں اِس قدر دِل برداشتہ نہیں ہونا چاہیئے مَیں جانتا ہُوں کہ یہ نئی دِل شِکنی بہت تکلیف دہ ہے۔ لیکن بہتری کی اُمید رکھنے کے سِوا چارہ ہی کیا ہے ؟ ہمارے لئے تو یہ اِختیاری بات نہیں امر مجبُوری ہے، اگرچہ تُم سے دُور رہ کر ہماری عُمر کے چند بیش قیمت سال برباد ہو گئے لیکن زندگی میں پھر بھی بہُت دیکھنے کو باقی ہے۔ یہ بات عام سی ہے اور مَیں کئی بار دُہرا بھی چُکا ہُوں۔ لیکن اِس کے باوجُود صحیح ہے اور جب تک زِندگی باقی ہے صحیح رہے گی۔ اور ہماری زِندگی کے خاتمے پر اَوروں کے لئے ویسی ہی سحر ہو گی تو آؤ دِل کو سنبھالیں اَور اگلی فصلِ گُل کا اِس وقت تک انتظار کریں جبکہ ہجُومِ گُل پر سے خزاں کا سایہ اُٹھ چُکا ہو گا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ماں

آج
میری
"ماں" ——————— اِس دُنیا میں نہیں ہے

اُنہیں ہم سے رُخصت ہُوئے اٹھارہ سال گُذر چُکے ہیں۔

میں جب یہ سوچتا ہُوں کہ میری ماں نے ہمارے لئے کتنی مصیبتیں جھیلیں، تو میرا دِل اُداس ہو جاتا ہے۔ لیکن جب اُن کی پیاری پیاری محبتیں یاد آتی ہیں تو میرا دِل ایک انجانی مسرت سے بھر جاتا ہے اور یُوں محسُوس ہوتا ہے جیسے میرے دِل کی سوگوار ویرانیوں میں ایک نغمۂ شیریں گُونج اُٹھا ہے یا گرمی کی تپتی ہُوئی فضا میں کہیں سے بادِ بہار کا ایک جھونکا آ کر میرے سینے میں اُتر گیا ہے۔

میری ماں اِس دُنیا میں نہیں ہے۔ مگر

یہ کِس کا ہاتھ ہے جو مائُوسیوں کے ہجُوم میں میرے سَر پر آہستہ آہستہ پھرنے لگتا ہے۔ یہ کِس کی اُنگلیاں ہیں جو میرے گیلے گالوں کو چھُونے لگتی ہیں اور سارے آنسو خُشک ہو جاتے ہیں۔ یہ کِس کا چہرہ ہے جو تاریکیوں میں طلُوع ہو کر ہر طرف روشنی بکھیرتا ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

حقوق

کناٹ پلیس کی چودہ منزلہ عمارت کے بالکل سامنے کھُلے آسمان
تلے سونے والے ادھ ننگے مزدُوروں کو اجازت نہیں کہ وُہ
اِس بلند عمارت کے برآمدے میں ہی سو جائیں۔ حالانکہ
آج سے دُو سال پہلے
اِنہی مزدُوروں نے اِس شاندار عمارت کی تکمیل میں دِن
رات ایک کر دِیا تھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

حرص و ہوس

اِنسان کی بسر اوقات کے لِئے خواہ ضرُوری سامان کِتنا ہو، لیکن اُس کی آرزوئیں بہت طویل ہوتی ہیں۔ اِس کے دِل میں بار بار یہ خطرہ گزرتا ہے کہ جو مال فی الحال اِس کی ضرُورت کے لِئے کافی ہے، شاید تلف ہو جائے اور اُس کو دُوسرے مال کی ضرُورت ہو۔ اِس خیال کے ساتھ ہی اُس کے دِل میں فکر و غم کا جوش اُٹھتا ہے۔ یہ خلش دُور ہوتی ہے، جب اُسے دُوسرے مال کے مِل جانے کا اطمینان ہو جائے۔ وُہ اپنی ذات سے دلچسپی اور زندگی کی محبّت کی بنا پر اپنی زندگی کا بہت طویل اندازہ لگاتا ہے اور نئی نئی ضرُورتوں کے پیش آنے کا خیال رکھتا اور نئے نئے خطروں کو فرض کرتا رہتا ہے۔ اِن خطرات کو زائل کرنے کے وسائل سوچتا رہتا ہے۔ یہ خوف اور فِکرمندی اُسے مال کی کِسی مخصُوص مقدار پر قانع نہیں ہونے دیتی اور وُہ کِسی حد پر بھی جاکر نہیں ٹھہرتا، یہاں تک کہ ساری دُنیا کو اپنی ملکیّت بنانے کی ہوس، پیدا ہو جاتی ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آرزو

وَصل میں مرگِ آرزو ضرور ہوتی ہے، لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ تمنّائے وصل ہی ترک کر دی جائے۔ اِس دُنیا میں سُرخرو وہی ہوئے جو ہجر و وصال کی درمیانی مُسافت طے کرنے میں اپنی جان کھپاتے رہے۔ یہ سفر آنسوؤں ہی میں ڈوب کر طے کرنا پڑتا ہے۔ راہ میں کتنی ہی خار دار وادیاں آئیں۔ دریا اور سمندر عبور کئے جائیں۔ فلک بوس پہاڑ حائل ہوں اور لق و دِق صحراؤں سے گذرنا پڑے۔ اِنسان ہمیشہ تازہ دم رہتا ہے اور نصب العین کی لگن اور منزل کی آرزو اُسے ہر دَم زِندہ، جوان اور متحرک رکھتی ہے:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بے راہروی

ہمارے سماجی مسائل کا قابلِ غور پہلو یہ ہے کہ سوسائٹی پر غیر معمولی جھنجھلاہٹ
اور برہمی غالب آتی جا رہی ہے۔
نہائت چھوٹی چھوٹی باتوں پر اِنسانی جان لے لینے کی رسم چل نکلی ہے۔
قتل کے راستے میں خُونی رشتے حائل ہیں، نہ اخلاقی اور تہذیبی قدریں۔
باپ، اپنے بیٹے اور بیٹیوں کو ذبح کر رہا ہے اور
بیوی اپنے شوہر کو موت کے گھاٹ اُتار دیتی ہے۔
اِس اَمر کا سُراغ لگایا جانا چاہیئے۔ کہ :-

معاشرہ اَندر سے کیوں اُبل رہا ہے ؟ اور

یہ بیزاری، بے راہروی اور درندگی کیوں ہے ؟

یہ مسئلہ ایک سنگین نوعیّت کا ہے۔ اِس سے آنکھیں بند رکھنا اور اصلاح کی
فکر نہ کرنا سخت مہلک ثابت ہوگا ⁂

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

شہید

جو قوم اپنے شہیدوں کا اعتراف نہیں کرتی وُہ اپنی ذات کے خول میں بند ہونے والوں کی افزائش کرتی ہے۔ افراد اپنے اپنے مفاد کے بندے بن جائیں، تو قوم کا مفاد پائیندہ نہیں رہتا۔ قومی مفاد سامنے نہ رہے تو پھر افراد کی زندگی کہاں؟ اِس لئے اُن کو یاد رکھیئے کہ جنھوں نے اپنا آج ہمارے حل کے لئے وقف کر دیا، جنھوں نے اپنی راتیں اِس لئے جاگتے گذاریں کہ ہمارا مُستقبل روشن ہو، جنھوں نے اپنا آرام اِس لِئے تج دِیا کہ ہماری بے آرامیاں ہمیں تھکا نہ دیں۔ جنھوں نے اپنے افکار سے، اپنے کردار سے چراغ روشن کئے کہ ہماری دُنیا اندھی اور اندھیری نہ رہے۔ شہرِ بے چراغ کی متاعِ واحد چراغ کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے، کچھ اور نہیں ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

درسِ حیات

زِندگی آرام نہیں ہے اور نہ ہی شیشے کا گھر۔
زِندگی تو ہر وقت ہمیں کھُلے میدانوں میں آواز دیتی ہے۔
ہم اپنے اِرد گرد تحفّظ کی کتنی ہی دیواریں اُٹھالیں، زندگی کا کام تحفّظ کی ہر دیوار کو توڑ دیتا ہے۔ وُہ ہمیشہ ہمارے بند دروازوں پر دستک دیتی رہتی ہے اور دروازہ جتنی سختی سے بند کیا جائے، دستک اُتنی ہی تیز ہوتی جاتی ہے۔
زِندگی کے خطرے میں تحفّظ موت کی علامت ہے۔ تو پھر ——————
وُہ کونسا تحفّظ ہے جو ہمیں موت سے بچاتا ہے؟
وُہ تحفّظ ہے "زِندگی"! ہمیں ہر حالت میں زِندہ رہنا ہے ؎

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جابر

نفسانفسی کے اِس دَور میں کوئی اِس کا دُکھ اور اِس کی ضرورِیات محسوس نہ کر سکا۔ستم بالائے ستم کہ لوگوں نے بھی اِس سے ہمدردی کرنے کی بجائے اِس کے زخمی وجود کو مزید طنزوں کے تیروں سے گھائل کر دیا۔اُس کا مذاق اُڑایا گیا۔اِس پر آوازے کسے گئے۔اِس پر تہمتیں لگائی گئیں۔یہ دُنیا بھی کتنی ظالم جگہ ہے کبھی کمزور اور مظلوم پر رحم نہیں کھاتی۔کبھی اِس کا ساتھ نہیں دیتی۔

ایک زور آور صاحبِ حیثیت شخص

خواہ کتنا ہی بدکردار اور وحشی ہو، انسانیت کی تذلیل کرتا ہو، مجبوروں کی خوشیوں، جذبات، اُمنگوں اور زندگیوں تک کے سودے کر دیتا ہو، اُن کا خون چوس لیتا ہو لیکن دُنیا اِس کے سامنے جُھک جُھک جاتی ہے۔ہمیں ایسے وحشی جابروں کی کہانی یہیں ختم کر دیتی ہے۔اِس کو آگے بڑھنے نہیں دینا۔اگر اِس کہانی کو یہاں ختم نہ کیا گیا تو ظُلم و جبر کا ایک اور باب ہماری تاریخ میں مُثبت ہو گا جو ہمیں شرمائے گا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سکونِ قلب

میرا قصّہ یہ ہے کہ مَیں تو جب اِن لوگوں کے مزاروں پر بھی حاضر ہوتا ہوں، جنہوں نے اپنی زندگی میں اِس دُنیا کو اپنے فکر و عمل سے روشنی دی اور دُنیا میں تاریکی، ظُلم، جہالت اور بَدی کے خلاف قلب و ذہن کی تمام قوّتوں کو صَرف کر دیا اور دُنیا میں اپنے خیالات سے حسُن کا اضافہ کیا۔ چھپے ہُوئے رازوں سے پردے اُٹھائے تاکہ اِنسان سطح کے نیچے بھی دیکھ سکے۔ ظاہر کی آنکھ کے دَر سے باطن کی آنکھ سے رُوحانی، دینوی حثیتوں کو آشکار کیا۔ وُہ لوگ، جنہوں نے دُکھ جھیل کر ہمیں سُکھ دئیے۔ وُہ لوگ جنہوں نے دُکھ جھیل کر ہمیں سُکھ دئیے۔ وُہ لوگ جو ہماری زندگی کو فرحاں، شاداں دیکھنے کے لئے خُود رنجوُر رہے اِسی صاحب نظر و صاحبِ بصیرت شخصیتوں کی قبروں پر مَیں ہمیشہ ہی محسوس کرتا ہُوں کہ مَیں پتھّر اور مٹّی کے سامنے نہیں بلکہ اِس صاحبِ مزار کی حاضری میں ہُوں یعنی مزار پر نہیں، صاحبِ مزار کی خدمت میں اپنے آپ کو پاتا ہُوں۔ اِس احساس نے ہمیشہ میرے قلب کو ایک عجب سکوُن دیا ہے :-

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

محرّک

تمام زِندگی پُرسکون رہنا حقائق کی دُنیا میں نہ بسنے کی غمازی کرتا ہے۔ دُنیا میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں جس کو گاہے بگاہے معمولی یا بڑی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا ہو۔ جب بعض مخصوص قسم کے احساسات کا اجتماع ہوتا ہے تو ذہنی دباؤ اور اعصابی کھچاؤ کا درآنا اِس کا فِطری نتیجہ ہے۔ ذہنی دباؤ کا عمومی رَدِّ عمل جارحیت ہوتی ہے اور یہ کوئی نہ کوئی قربانی کا بکرا تلاش کر لیتی ہے یا یہ بیوی۔ بچّے۔ ساتھی کتاب ہی کیوں نہ ہو؟ کبھی صُورتِ حال ایسی ہوتی ہے کہ جارحانہ اقدام نہیں کیا جا سکتا ہے تو اِس سے کِینہ و بُغض دِل میں اپنی جگہ بناتا ہے۔ یہ ایک نفسیاتی حربہ ہے جو آپ کو تیز چلنے پر مجبُور کرتا اور محرّک کرتا ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دبدبہ

احتجاج کے ذریعے حکومتوں کی تبدیلی اور جائز مطالبات کی پذیرائی کی حوصلہ

شکنی اور اچھی پُرامن روایات کی داغ بیل ڈالنا ہر قیادت کو کیوں

دُشوار محسوس ہوتا ہے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ راستوں پر انسانی

خون گرے۔ قوم کی املاک تباہ ہوں۔ ہنستے بستے گھر اُجڑ

جائیں۔ جیلیں بھری جائیں۔ ماؤں، بہنوں بیٹیوں

پر لاٹھی چارج ہو۔ تھانوں میں آہ و بکا

کے سیلاب آجائیں تو مستقبل میں

بہتر نتائج مرتب کرنے والے

مطالبات شرفِ

پذیرائی حاصل کریں۔ میرے نزدیک قوم کے رہبروں کو چاہیئے کہ وہ اس ریت کو خود

توڑیں، حالات کا گہری نظر سے خود جائزہ لیں :

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دُکھ کی چھایا

پریشانیاں جیسے اِس کی رُوح کی گہرائیوں میں اُتری چلی جاتی تھیں وہ گھبرا جاتی۔ اِس کا دِل زور زور سے دھڑکنے لگتا اور جنوری کی سردی میں بھی اُس کی پیشانی پر پسینے چمک اُٹھے۔۔ غم کے پہاڑوں تلے اِس کی رُوح پِس چکی تھی۔ اب اِتنی بڑی وسیع دُنیا میں اِس کا کوئی بھی اپنا نہ رہا تھا۔ کسی کے لئے اب اِس کے دِل میں فکر نہ تھی اور کوئی دِل اِس کے لئے مُضطرب نہ تھا۔ سارا اضطراب سارا درد اور سارا غم ایسے اچانک طور پر اِس کی زندگی پر آیا اور آکر چھا گیا کہ اب یاس و حسرت کی کوئی اِنتہا باقی نہ رہ گئی تھی۔۔ ۔۔ اور اِس کے بعد یہ دو مہینے روزِ محشر سے بھی زیادہ طویل ہو کر اِس کی سِسکتی ہُوئی رُوح پر سے آہستہ آہستہ رینگ رہے تھے گُذری ہُوئی زندگی کے نقوش اِس کی نِگاہوں سے بہت حد تک مِٹ چُکے تھے مگر اِس کے دِل و دماغ اور آنکھوں میں بھیانک مَوت کا اُمنڈتا ہُوا سیلاب ابھی تک چھا رہا تھا۔ خوفناک موت کی گرج ۔۔ بے بس زندگی کی آخری کشمکش اور اِس کی سِسکیاں اور ہچکیاں، اب بھی اِس کے کانوں میں گُونج رہی تھیں۔ وُہ ایک قیامت سے ہو کر گذری تھی۔۔۔ اِسرافیل کے صور سے بھی کہیں زیادہ شور مچا۔ خُون کی ندیاں بہیں۔ آگ کے شعلے بلند ہُوئے۔ ہجُوم میں چیخیں گھُٹتی گئیں اور گنڈاسے، بھالے اور برچھیوں میں گھِبی ہُوئی زندگی ٹلتی چلی گئی۔ وُہ کٹی بچی گھبی بدحواس عورتوں کے ساتھ زِندوں اور مُردوں کو روندتی ہُوئی بھاگتی رہی۔ کنوئیں کی مُنڈیر پر آکر سب کے پاؤں ایک لمحہ کے لئے ساکت ہو گئے جیسے زندگی نے اِن کے قدموں کو تھام لیا تھا۔ اِس نے اِردگرد دیکھا اور پھر مُسکرا اُٹھی:۔

کِتنی خُوبصُورت ہے زندگی"

خیال

غمِ حیات نے غمِ جاناں بھلا دیا ہے۔

بھلا سوچو:-

جب حیات ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی طرح بجھ رہی ہو،
کشتیٔ حیات طوفانِ رنج و غم میں غوطے کھا رہی ہو،

اُس وقت
تُمہارا خیال
کیسے آسکتا ہے؟

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کام

معلوم ہوتا ہے کہ حیات کی کشمکش میں اتنی گنجائش نہیں کہ انسان تخیل کی شعبدہ بازی میں اپنا وقت گذار دے جب زندگی کا مدار غذا کے چند لقموں پر ہو اور روح کے تعلق پر منحصر ہو، معدہ کی اعانت ہو، جب ہوس پیٹ کے لئے اچھا کھانا مانگے اور جسم کے لئے سامانِ زینت، تو پھر اتنی مہلت کہاں کہ وہ محض خیالات کی دنیا میں شہزادہ بنا رہے اُس کا فرض ہے کہ وہ آسمان سے نیچے آئے اور کدال کو دونوں ہاتھوں میں سنبھال لے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اچھّا صحافی

اِس ترّقی پسند دَور میں صحافیوں نے بہت کچھ کمایا ہے۔

بغیر باری کے نیا سکوٹر

بغیر نام لکھائے گیس کنکشن

مکان ہوتے ہُوئے پلاٹ لینا۔ سرکاری اشتہارات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ!

اِن مُراعات کا مُعاوضہ بہت ہی تھوڑا، ——————

—————— ضمیر فروشی اور قلم کا رہن رکھنا!

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پولیس ایجنٹ

مَیں نے ایک صحافی کو پولیس افسر کے ایسے واقعہ سے آگاہ کیا جو انتہائی طور پر سنسنی خیز اور افسوسناک تھا۔ صحافی نے کہا کہ وُہ اسے کل کے اخبار میں شائع کریگا۔ لیکن یہ شائع نہ ہُوا۔

اگلی صبح میرے گھر سپاہی کھڑا تھا، جس نے مجھے مطلع کیا کہ تم کو پولیس اسٹیشن طلب کیا گیا ہے۔

مَیں سوچنے لگا کہ یہ سب کیوں ہے؟ سمجھ آیا کہ مَیں نے جس صحافی کو پولیس کے خلاف راز افشا کیا تھا، وُہ صحافی نہیں تھا بلکہ پولیس ایجنٹ تھا ÷

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

قلم کار

جب صحافت مشن تھی ایڈیٹر خود لکھتے تھے۔

______________ جب سے تجارت بنی،

ایڈیٹر صرف چیک وصول کرتا یا اُن پر دستخط کرتا ہے۔

______________ نتیجہ معلوم!

تب اخبار مقدس صحائف کی طرح جمع کئے جاتے تھے۔

______________ اب

پڑیوں کی شکل میں بازاروں میں مفت ملتے ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اِنسانیت

اِنسانیت کیا ہے اور زُود ہضم کیوں ہے ؟

کن کن معاشروں نے آدم خوری کو جنم دیا اور کیوں دیا ؟

کون سا معاشرہ اِنسانیت خور ہوتا ہے اور کیوں ہوتا ہے ؟

شاید کچھ حقوق و فرائض کی بات ہوتی ہے۔ عدل و انصاف بھی بیچ میں کہیں آجاتا ہے۔ اِدھر اُدھر اجتماعی فلاح و بہبود بھی چسپاں ہوتی ہے کبھی کبھی، کہیں کہیں حق گوئی اور دار و رسن کی روائتیں بھی زندہ رہتی ہیں۔ اِنسانیت جو کچھ بھی ہے سُنا ہے چیز اچھی ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بے خبر

کوتاہ اندیش اِنسان نے دُنیا و مافیہا سے بے خبر درویش سے پُوچھا:-
کہ بابا اپنے پیروکاروں کے لِئے کوئی پیغام دیجیئے۔
"میرے جِسم پر پڑے کپڑے دیکھو، خُوبصورت لگتے ہیں کہ نہیں"
عقل سے خالی اِنسان نے قہقہہ لگایا اور چُپ چاپ چل دیا، وُہ درویش کے
اِشاروں سے بے خبر تھا ؏

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

خلوصیّت

جب سے شہر آیا ہُوں کچھ خود غرض سا ہو گیا ہُوں۔
نہ تو دِل میں سادگی رہی ہے اور نہ ہی آنکھوں میں شرم۔
یہ عجیب بات ہے کہ اَن پڑھ لوگ نہ تو دھوکہ باز ہیں اور نہ ہی عیّار!
اُن میں محبّت، شفقت اور خلوص کوٗٹ کوٗٹ کر بھرا ہے۔ اُن کی زبان ہی سب کچھ ہے
اور یہاں شہر میں تو کچھ بھی نہیں ماسوائے ——————
جھوٹ — فریب اور — ریاکاری کے!

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

گذرے لمحات

ہم گذرتے ہوئے لمحات کی شدید گرفت میں ہیں اور ہمارے پاس ماضی کی طرف
دیکھنے کا وقت نہیں، حالانکہ ہمارا ماضی ہی اصلی مستقبل ہے۔ ہم ماضی کی
تاریخ کو ایک دلکش داستان کی حیثیت سے پڑھ لیتے ہیں اور اپنے
نفس کو تسکین پہنچانے والے فقرے جمع کرتے رہتے ہیں اور
خیال ہی نہیں آتا کہ ہم خود ایک تاریخی عمل سے گذر رہے
ہیں اور تاریخی قوتیں ہمارے چاروں طرف بروئے
کار ہیں:

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

احساس

مجھے احساس نے تھکا ڈالا ہے۔

دِل میں ہر لمحے یہی احساس رہتا ہے۔

کہ اِس دورِ سیاست میں ہمارا مستقبل کیا ہے ؟

سیاستدان تو محض شغل کے طور پر معصوم اور نیم پختہ جوانوں کو قتل گاہ لے جاتے ہیں

حقائق کو دبانے کے لئے گلہ گھونٹ دیتے ہیں اور آواز بند کر دیتے ہیں۔

آخر ———

جس سماج کے لئے ہم زندگی بھر عبادت کرتے رہے ایسا سماج کب آئے گا ؟ یہی

احساس ہے جو مجھے شب و روز فکرِ خیال رکھتا ہے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تخریب کار

جماعت بندی، کینہ پروری، بُغض و عناد اور مذہبی تعصب نے دُنیا پر صدیوں سے تسلط جما رکھا ہے۔ اِنسانوں میں نابرابری کا زہر ہے۔ جو ہمارے خیالوں میں تحلیل ہو چکا ہے۔ اِن کی بدولت بارہا فسادات ہوئے۔ جنگ و جدل تک نوبت آئی۔ اِنسان کے خُون سے زمین لال ہوگئی۔ مُلک بَٹ گئے، قومیں تباہ ہوگئیں اور اُن کی تہذیب کا نام و نشان تک مِٹ گیا۔ اگر اِن شیطانی قُوّتوں نے ہماری سوسائٹی پر غلبہ نہ پایا ہوتا تو ہماری تہذیب اِرتقا کی کئی اور منزلیں طے کر چکی ہوتی۔

لیکن

ہمیں مایُوس نہیں ہونا چاہیئے۔ آج بھی اگر ہم یہ تہیہ کرلیں کہ وطنِ عزیز کی سالمیت کو ہر قیمت' استوار کرنا ہے تو دُنیا کی تمام شیطان سیرت طاقتیں ہمارے سامنے سرنگوں ہو جائیں گی۔ ہم ایک بار پھر اُن بلندیوں کو چھُولیں گے۔ جو ہم سے دُور ہوگئی ہیں ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بے مطلب

ہم میں اکثریت اُن کی ہے جو تمام عُمر بغیر مقصد کے زندہ رہے۔ بُنیادی طور پر ایسے لوگ دھرتی پر بوجھ ہیں، اُن کے بارے سوچنا ہی اپنی عقل کا ماتم کرنا ہے۔

لیکن افسوس تو اِس بات کا ہے کہ اِن لوگوں کی تعداد میں اضافہ دِن بدِن بڑھتا جارہا ہے اور ہمارے قائدین میں اِتنی ہِمّت نہیں کہ اِس سیلاب کو باندھ لگایا جائے ؛

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لمحات

یہ زِندگی
تومحبّت کرنے کے لئے بھی
کم ہے۔
نہ جانے لوگ نفرت کے لِئے
وَقت
کیسے نکال لیتے ہیں ؟

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

عقدۂ حیات

زِندگی نئی نئی راہوں پر گامزن ہے اُس کی منزل آرزوؤں کی تکمیل ہے اُسکی خواہش مسرت ہے۔ لیکن کبھی کبھی غم کی پرچھائیاں بھی اس کے مقدّر میں آجاتی ہیں زِندگی پھر بھی خوش ہے۔ غمی اور خوشی تو اُس کے ساتھی ہیں۔ زِندگی کو یہ گوارہ نہیں کہ وُہ ایک کو ساتھ لے اور دُوسرے کو چھوڑ دے ؏

قیدِ حیات، بند و غم، اصل میں دونوں ایک ہیں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

امانت

مجھے وہ ماں۔ بوڑھی ماں نہیں بھولے گی۔
جب اُس کے شہید بیٹے کو اُس کے حوالے کیا گیا۔
تو اُس نے ست نام سری واہگورو کہہ کر
بیٹے کی پیشانی کو چُوما اور بولی
"توُں میرا اصلی پُتّر ایں۔ گورو گھر ہتّدا اہدا جاویں
مَیں تیرے توں صدقے جاں"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

زمانہ

تھوڑی دُور چلنے کے بعد

اُس نے کڑکتی دُھوپ میں آسمان کو دیکھا۔ اُس کی آنکھیں چُندھیا سی گئیں ۔

" چلو! تھوڑی دیر اِس درخت کے سایہ میں آرام کرلیں ۔"

یہ کہتے ہُوئے وُہ پاس ہی کھڑے برگد کے نیچے بیٹھ گیا ۔

برگد بہُت بوڑھا دکھائی دیتا تھا اُس کی داڑھی کے

بال بابا کے مُنہ کو چھُو رہے تھے۔ اُس کی شاخوں نے سُورج کی تپش کو ڈھانپ لیا تھا۔

نہ جانے کتنی صَدیاں بیت گئیں ، یہ برگد جوں کا توُں کھڑا ہے اور پھر بابا نے برگد کے

بارے ماضی کی تاریخ کو کنکھار ڈالا۔

" آہ ۔ وُہ بھی کیا زمانہ تھا جب سارا گاؤں دُھوپ سے بچنے کے لئے اس کے نیچے آ بیٹھتا

تھا۔ دہقانی لوگ اپنے ڈھور ڈنگر لے کر دوپہر کو یہاں آ ٹِکتے تھے ۔ عورتیں چرخے لے کر

سُوت کاتنے بیٹھ جاتی تھیں اَور راہی لوگ گھوڑا روک کر ذرا سستا لیتے ۔ چند لمحے رُکتے

اَور پھر محوِ سفر ہو جاتے ۔

آج برگد تو وہی ہے لیکن برگد کی چھایا میں سُوراخ ہو گئے ہیں ۔ اُس کی شاخیں کچھ

کچھ سُوکھ سی گئی ہیں ۔ اب تو گاؤں والے گھروں سے بھی نہیں نکلتے ۔ ڈھور ڈنگر

حویلیوں میں رکھتے ہیں ۔ عورتیں اپنی آبرُو کے ڈر سے اندر دُبکی رہتی ہیں اور راہی

لوگ برگد سے پرے پرے نِکل جاتے ہیں اُن کو خُوف ہے کہ کہیں یہاں ڈاکو اور

چور نہ ہوں ۔

آہ ! کیسا زمانہ آگیا ہے ۔"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

یہ سچ ہے

جب سربراہانِ مملکت جابر ہوں تو

مجالسِ مشاورت قبحہ خانہ بن جاتی ہیں۔

جنگیں مے ناب کے جام میں لڑی جاتی ہیں۔

تہور اور تعمیر کے سوتے خشک ہو جاتے ہیں۔

گانے والیاں ہر وقت ان کا دل بہلاتی ہیں۔

محوِ پرواز بلبلوں کی مانند۔

قوتِ متخیلہ کے پردں پر فتح کے ترانے گاتی ہیں۔

جابر تو حقیقت کے تاریک سائے ہیں!

دلاوروں کی جرأت روشنی پھیلاتی ہے۔

جابر حکمران، آوارہ عورتیں تکتے رہتے ہیں۔

اقتدار یا حکمرانی کا کوئی عہدہ نہ دیجیئے۔

ان لوگوں کو جو من کی ترنگ کے مطیع و منقاد ہیں۔

قوم کے خزانے کا اعزاز نہ بخشیئے۔

کہ کہیں جابر حکمران اپنی نفسانی خواہشات پر اُسے قربان نہ کر ڈالے۔

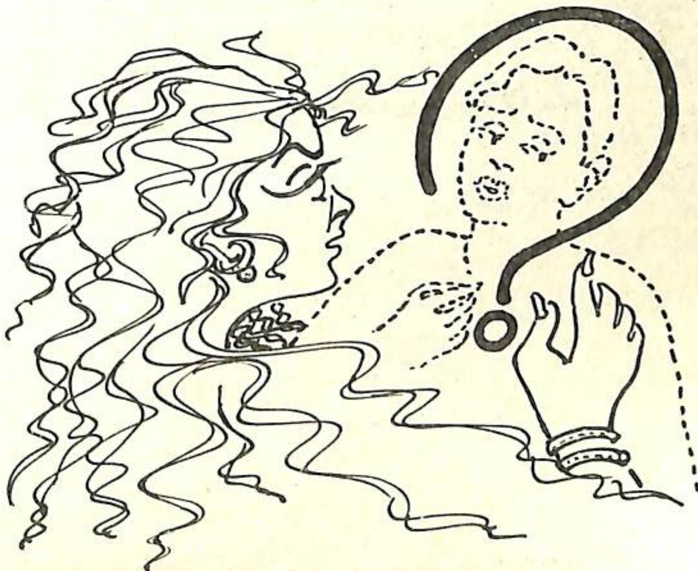
CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ایک سوال

بچپن میں ایک کہانی سُنی تھی کہ ایک " دیونی " کسی شہر کے دروازہ پر بیٹھتی تھی اور شہر میں داخل ہونے والے ہر آدمی سے ایک سوال پُوچھتی تھی۔ سوال کچھ ایسا تھا کہ کوئی بھی جواب نہ دے پاتا اور دیونی جواب نہ دینے کی سزا میں اُسے پتھر کا بُت بنا دیتی۔

اب سُنا ہے کہ یہ " دیونی " کالجوں اور سکُولوں کے دروازوں پر بیٹھتی ہے اور ہر آنے جانے والے طالبعلم سے سوال کرتی ہے کہ تعلیم ختم کرنے کے بعد کیا کرو گے ؟ جواب نہ ملنے پر سب پتھر بنتے جا رہے ہیں۔ یہ پتھر کے بُت بولتے نہیں۔ لیکن جب یہ قریب سے گذرتے ہیں تو دیکھنے والے کو احساس ہوتا ہے کہ ان کے اندر کوئی سوال موجود ہے ؟

کیا اہلِ اقتدار اس سوال کا جواب دے کر " دیونی " کی تسلّی کریں گے ؟



CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

شہر کے لوگ

داستان گو بوڑھا ایک لمحہ رُکا۔ ٹرین اپنی پوری رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی ، ڈبے میں صرف چھ سات مسافر باقی رہ گئے تھے اور بوڑھا داستان گو اپنے پُر اسرار وجود کی بناء پر اساطیری کہانیوں کا کردار لگ رہا تھا۔ مسافروں کی خوف اور حیرت سے پھیلی ہوئی آنکھیں بوڑھے کے جھریوں دار چہرے پر گڑی تھیں۔ بوڑھا چند لمحوں تک اسی طرح خاموشی سے کھڑکی سے باہر اندھیرے کی جانب گھورتا رہا۔ پھر کھنکار کر بولا۔

"شہر میں صرف دو قسم کے لوگ رہتے تھے ایک وہ جو کالے ناگ کے پجاری تھے اور دوسرے وہ جو صرف کالے ناگ کے لئے چارے کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ کالے ناگ کے پجاری مضبوط آہنی دیواروں کے پیچھے بڑی محفوظ اور پُرسکون زندگی گذار رہے تھے جبکہ باہر کے لوگوں کی زندگی عذاب بنی ہوئی تھی"



CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تینوں زمانے

حال، ماضی اور مستقبل یہ تینوں زمانے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ اِس لئے یہ بات کچھ معقول نہیں کہ ہم حال پر ہی دھیان دیں۔ اِسی کی فکر کریں۔ ایسا کرنا اپنی فکر و نظر کو قید کرنے کے برابر ہے۔

اگر ہم اپنا فلسفۂ حیات اِس بُنیاد تعمیر کریں گے تو یقیناً وہ غلط ہوگا۔ ماضی اور مستقبل سے الگ حال کا کوئی وجود نہیں۔ وقت ایک مکمل "کُل" ہے جس میں یہ تینوں زمانے ماضی، حال اور مستقبل شامل ہیں۔ ہم اپنی زندگی کو جنم سے پہلے اور موت کے بعد کی صورتوں سے الگ کر کے پُوری طرح نہیں سمجھ سکتے۔ زمانے اور وقت کا تصوّر جب تک محدود رہے گا، ہمیں زندگی کا پُورا ادراک نہیں ہو سکتا۔ جتنی محدود ہماری فکر و نظر ہوگی، اُتنا ہی محدود وقت کا تصوّر ہوگا۔ اِس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنی حقیقت کو سمجھنے کی خاطر ان حدود سے باہر قدم نکالیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

خواہشات

فِطرت ہماری ذات کا آئینہ ہے، زِندگی ہماری ذات کا پرتو ہے۔ ہماری قوت وعمل کی حد ہوتی ہے۔ خواہشات کی کوئی ایک حد نہیں۔ اِس لئے ہم کوشش کرتے ہیں کہ دُوسروں کی محنت اور مشقت کا پھل بھی ہم کو مِل جائے۔ ہم دُوسرے اِنسانوں کو غُلام بناتے ہیں۔ اُن کے دست وبازو پر قبضہ پاکر خُود محنت ومشقت نہیں کرنا چاہتے ہم مشینیں ایجاد کرتے ہیں تاکہ محنت سے بچ جائیں۔ لیکن یہ طریقہ ہماری بہبودی اور ترقی کا طریقہ نہیں۔ تکمیل آرزو کے ساتھ ساتھ تخلیقِ آرزو کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔ خواہشات پُوری ہوکر اور بڑھتی ہیں۔ یہاں تک کہ اُن کی کوئی اِنتہا نہیں رہتی۔ تمام عمر ان بڑھتی ہُوئی خواہشوں کو پُورا کرنے میں گذر جاتی ہے اور مرتے دم تک ہمارے دِل ودماغ بیشمار نا آسودہ آرزوؤں اور ارمانوں سے بھرے رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمیں اِن خواہشات کی تکمیل کے لئے بار بار جنم لینا پڑتا ہے اور یہ سلسلہ اِس وقت تک جاری رہتا ہے۔ جب تک ہمیں یہ احساس نہیں ہو جاتا کہ خواہشات کی تکمیل ایک بے سُود تلاش ہے۔ خواہشات نہ کبھی پُوری ہوتی ہیں اور نہ ہوسکتی ہیں ؎

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

برادرانِ یُوسف

"گھگھّو کُوں .. .. یُوسف کھُوہ"

دُنیا بھر میں پرندوں کی بولیاں سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اِس کا اظہار مختلف اندازمیں کیا جاتا ہے۔ پنجاب میں ایک لوک روائت بَن چُکی ہے کہ جب حضرت یُوسف کو اُس کے بھائیوں نے دَھکّہ دے کر کنوئیں میں گِرا دیا تھا تو بیچاری فاختہ دیکھ رہی تھی وُہ اِس ظُلم کی گواہ تھی وُہ سَب کو بتانا چاہتی تھی کہ یُوسف کو اُس کے بھائیوں نے کُنوئیں میں پھینک دیا ہے۔ وُہ اپنی بولی میں اپنے لہجے میں چیخنے لگی تھی۔

"گھگھّو کُوں .. .. یُوسف کھُوہ"

اب اِس نادان فاختہ کو کون سمجھائے کہ یُوسف تو کنوئیں میں زندہ بچ گئے تھے۔ کہ پانی کی تلاش میں نِکلے ہُوئے سوداگروں نے اُنہیں کنوئیں سے نِکال دیا تھا۔ لیکن بعض برادرانِ یُوسف ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب تک یُوسف جیسے اِن کے بھائی آخری سِسکی، آخری سانس تک نہ لے لیں اُسے کنوئیں سے نِکلنے ہی نہیں دیتے۔ لیکن فاختہ بھولی اور معصوم ہے۔ وُہ فریاد کرتی چلی آرہی ہے .. .. لوگوں تک خبر پہنچانے کا فرض صدیوں سے انجام دیتی چلی آرہی ہے۔ اب بیچاری فاختہ کو کون سمجھائے کہ نہ تو لوگ اُس کی بولی سمجھتے ہیں اور نہ ہی وُہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

لہٰذا اُس کی فریاد بے اثر ہے، بے فائدہ ہے۔

لیکن فاختہ اپنی فِطرت سے مجبُور ہے۔

"گھگھّو کُوں .. .. یُوسف کھُوہ"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri